Scanned with CamScanner

دل محبت کا طالب

شازیہ رفیق

باہر موسلا دھار بارش ہو رہی تھی، شام سے خطرناک تیور کا موسم آخر رات شروع ہوتے ہی برس پڑا تھا، اندر وہ چاروں بے چین روحوں کی مانند چکر لگا رہی تھیں، سامہ وقتاً فوقتاً جھانک کر دوسرے کمرے میں سوئی ہوئی دادی ماں پہ بھی نظر ڈال لیتی تھی۔

"تمہیں کیا ہے، بار بار ادھر جھانک رہی ہو تاکہ دادی نے نہ بھی اٹھنا ہو تو کھٹکے سے ان کی آنکھ ضرور کھل جائے۔" رحمہ نے اپنی جھنجلاہٹ اور اضطراب اس پہ نکالا۔

"کیا مطلب ہے...... مم...... میں...... میں تو......" حسب عادت غصہ کی وجہ سے سامہ کے منہ سے پورے الفاظ نہیں نکل رہے تھے، اسی لئے خاصے مضحکہ خیز انداز میں وہ ہکلا رہی تھی، کوئی اور موقع ہوتا تو حسب معمول وہ اس کا ریکارڈ لگاتیں مگر اب تو ان کی جان پہ بنی ہوئی تھی، اسی لئے ردا نے اپنی ایک سال کی بڑائی کا فائدہ اٹھا کر ان دونوں کو ڈانٹا۔

"مجھے سمجھ نہیں آتی کہ آخر حسن اور روحان کو مشورہ کس نے دیا تھا کہ اتنے خراب موسم اور اتنے ہی خراب حالات میں اٹھ کر اس وقت کھانا لینے چل پڑیں، جبکہ بڑے ابا کی گاؤں سے آمد بھی کسی بھی وقت متوقع ہے۔" اتنی دیر سے خاموش بیٹھی نیہاں کو عادت کے مطابق کافی دیر کے بعد اصل بات پوچھنے کا خیال آیا تھا، سامہ نے مجرمانہ انداز میں سر جھکا لیا، ردا اور رحمہ کی ملامتی نظروں نے بھی سامہ تک سفر کیا تھا۔

"تم روحان کو اچھا خاصا پریشان کیے رکھتی ہو سامہ، حالانکہ جانتی بھی ہو کہ جس فیلڈ سے اس کا تعلق ہے ان کے پیچھے تو دہشت گردکتوں کی طرح ان کی بو سونگھتے پھرتے ہیں، کیسی بیوی ہو تم۔" نیہاں ان چاروں میں بڑی تھی، اس لئے

مکمل ناول

بعض اوقات ان کی اوٹ پٹانگ حرکتوں سے لاعلم محض ان کو سپورٹ کرنے کے لئے ان کے ساتھ ہو جاتی تھی، مگر آج کی سامعہ کی حرکت نے اسے اچھا خاصا تپا کر رکھ دیا تھا، ساتھ ہی روحان کی لاپرواہی اور بے احتیاطی نے مزید غصہ دلا دیا تھا اسی لئے بلا تکلف اس نے سامعہ کو لتاڑ کر رکھ دیا۔

''اچھا بس کرو، اس بیچاری کا بھی اتنا قصور تو نہیں ہے، یہ روحان کے بچے اور حسن کی خواہش تھی کہ شہر کے باہر نئے کھلے ریسٹورنٹ کے وہاں جا کر کھانے سے بہتر ہے کہ آج کھانا گھر لایا جائے، سامعہ نے محض ان کی فیور کی تھی۔'' رحمہ سے سامعہ کی آنکھوں کے آنسو برداشت نہیں ہوئے اور ہمیشہ کی طرح لاکھ سامعہ سے لڑنے جھگڑنے کے باوجود وہی اس کی مدد کے لئے میدان میں کودی تھی، جواباً نیہاں نے مزید کچھ کہنا چاہا مگر سامعہ کی مسکین صورت دیکھ کر سختی سے ہونٹ بھینچ کر دوبارہ سے کمرے میں مارچ پاسٹ شروع کر دیا۔

''کہاں چلے گئے تھے تم لوگ؟ دو گھنٹوں سے ہمیں سولی پہ لٹکایا ہوا ہے۔'' روحان نے احتیاطاً ہارن دینے کی بجائے سامعہ کے سیل پہ فون کر کے دروازہ کھولنے کا کہا تھا، اس لئے بارش میں بھیگتی، ہوئی وہ لاؤنج سے گیٹ تک کا طویل راستہ عبور کر کے پہنچی تھی، باقی تینوں برآمدے میں کھڑی تھیں، اتنی دیر کی کوفت، بیزاری اور سب کی ڈانٹ کا غصہ اس نے روحان پہ نکالا، حسن تو کان دبا کر محظوظ مسکراہٹ لبوں پہ سجا کر شاپرز سمیت اندر بھاگ گیا تھا، روحان نے خاصی حیرت سے یہ انداز اور لہجہ ملاحظہ کیا، گاڑی کا دروازہ لاک کرنا بھول کر اسے دیکھنے لگا، جو خاصی خفا سی بارش میں پوری بھیگی ہوئی اس سے مکمل لڑنے کے موڈ میں تھی۔

''تم سے پوچھ کر ہی گیا تھا، راستے میں گاڑی خراب ہو گئی تھی اسی لئے دیر ہو گئی۔'' جلد ہی خود کو سنبھال کر نارمل لہجہ میں جواب دیا، تو وہ بھی اپنی ایک لمحہ پہلے کی بے اختیاری پہ شرمندہ سی پلٹ گئی، کھانا واقعی بہت مزے کا تھا، اگرچہ حسن کو بھی رحمہ کی پھٹکار اور غصہ برداشت کرنا پڑا تھا، مگر اس غصہ میں جو اپنائیت، دھونس اور مان تھا، اس نے حسن کو ناراض کرنے کی بجائے شاد کر دیا تھا، اسی لئے کھانا کھاتے ہوئے وہ مزے سے سب کو اپنے ایڈونچر کا بتا رہا تھا کہ کیسے عین سڑک کے درمیان میں گاڑی نے چلنے سے انکار کر دیا اور کیسے باری باری دھکا لگا کر وہ اور روحان اسے ورکشاپ تک لے کر آئے۔

''یہ روحان تو عادی ہے ایسی مشقت کا، مجھ جیسا بزنس مین بھلا کیسے سنبھالتا، اس سچویشن کو، بڑی دقتوں سے گاڑی کو دھکا لگاتا تھا میں، یہ بھی شکر ہے کہ ورکشاپ نزدیک ہی مل گئی، ورنہ شاید صبح تک پہنچتے جب چاچو لوگ بھی آ چکے ہوتے۔''

''اور تم لوگوں کا خراب موسم میں باہر نکلنے کا جو ایڈونچر تھا اس کا مزہ بھی چکھ لیتے۔'' ردا نے اس کی بات درمیان سے کاٹی۔

''ہائے مزہ تو تب آتا جب افسانوی انداز میں کسی حسینہ سے ٹکراؤ ہوتا تو۔'' اس کی شرارتی بات رحمہ کے سر کے بال پکڑنے بلکہ جکڑنے کی وجہ سے درمیان میں ہی رہ گئی۔

''اف ظالم بیوی، مار ڈالا۔'' اپنے بال بمشکل چھڑواتے ہوئے وہ چیخا تو سب کے لبوں پہ بے ساختہ مسکراہٹ بکھر گئی، نیہاں کی بھٹکتی ہوئی نگاہ سامعہ پہ پڑی جو بڑی سنجیدگی سے چائے سب کو سرو کر رہی تھی، کھانے کے دوران بھی وہ خاموش رہی تھی اور یہ ہمیشہ ہی ہوتا تھا جو نہی

Scanned with CamScanner

روحان آجاتا اس کی تمام شوخی، باتونی پن چپ کی دبیز چادر میں چھپ جاتا تھا۔
دوسری طرف بھی کم و بیش یہی صورتحال تھی، مگر روحان کی خاموشی اور گریز اس لئے اتنا محسوس نہیں ہوتا تھا کیونکہ اس کا مزاج بھی شروع سے ہی کچھ ایسا تھا، دوسرا اس نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ باہر ان سب سے دور بورڈنگ میں گزارا تھا، بڑے ابا اکلوتے بیٹے کی تربیت اور تعلیم کے معاملے میں بے حد سخت تھے، چھوٹی سی عمر میں ماں کی موت کا صدمہ، باپ کی محبت کے ساتھ ہی ان کی سخت گیر طبیعت اور پھر گھر سے دوری نے اسے وقت سے پہلے میچور، سنجیدہ اور کافی حد تک خود میں گم انسان بنا دیا تھا اور اب تو پولیس ڈیپارٹمنٹ میں ایک ذمہ دار پوسٹ سنبھالنے کے بعد وہ ان سے بالکل کٹ کر رہ گیا تھا، کیونکہ اس کی پوسٹنگ دوسرے شہر میں تھی، اسی لئے مہینہ، دو مہینوں کے بعد ایک آدھ دن کے لئے آتا تھا اور نیہاں کو یہی بات تپاتی تھی کہ سامعہ ان دنوں میں بھی اس سے اتنی ہی لاپرواہی برتتی تھی، جیسی شادی سے پہلے تھی، شادی کو سال ہو گیا تھا، چھ ماہ قبل رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے والے حسن اور رحمہ کی قابل رشک انڈر سٹینڈنگ اور پیار سب کے لئے خوشی کا باعث تھا، جبکہ سامعہ اور روحان کی ایک دوسرے کے لئے سرد مزاجی اور بے نیاز رویہ سب کو ذہنی اذیت اور پریشانی میں مبتلا کیے ہوئے تھا، مگر مسئلہ یہ تھا کہ وہ دونوں ہی اپنی عائلی زندگی پہ نہ تو کسی کو بات کرنے دیتے تھے اور نہ ہی کسی سے اپنا کوئی مسئلہ ڈسکس کرتے تھے، اسی لئے چھوٹے تو چھوٹے حتیٰ کہ بڑے بھی محض ڈھکے چھپے الفاظ میں انہیں سرزنش کر پاتے تھے۔
''سامعہ!'' اپنا کپ لئے بیٹھی سامعہ اتنی خاموش اور اپنے آپ میں گم تھی کہ بے ساختہ نیہاں نے اسے پکارا۔
شاید لاشعوری طور پہ وہ اس کا دھیان موجودہ حالت سے ہٹانا چاہتی تھی اور اس کی یہ پکار نادانستگی میں اتنی بلند ہو گئی تھی کہ ایکدم سے لاؤنج کا شور تھم سا گیا اور سامعہ کے ساتھ ساتھ سب ہی چونک کر نیہاں کی طرف متوجہ ہو گئے۔
''میں یہ کہہ رہی تھی کہ تمہاری چائے میں شاید مچھر گر گیا ہے۔'' انتہائی خجالت محسوس کرتے ہوئے وہ یہ بودی سی دلیل ہی دے پائی تھی۔
''ارے واہ ہماری نیہاں آپی کی آئی سائٹ کتنی شارپ ہو گئی کہ اتنی دور سے انہیں مچھر چائے کی سیر کرتا ہوا نظر آ گیا۔'' حسن نے لطیف سا طنز کیا، واقعی وہ ایک کونے میں بیٹھی تھی تو سامعہ اس سے کافی فاصلے پہ ٹی وی کے نزدیک فلور کشن پہ بیٹھی تھی۔
''واقعی اس کا مطلب ہے کہ نیہاں یہیں سے بیٹھ کر احمد بھائی پہ بھی نظر رکھے ہوئی ہے، اسی لئے تو بیچارے ہر ہفتہ کی شام لاہور سے ملتان تک کا سفر کرتے ہیں اور اتوار کی شام پھر بھاگتے ہیں چچ......چچ......اور باقی ہفتے کے دنوں میں دو دو گھنٹوں کی کال کر کے بیوی کو اپنی وفا کا یقین دلانے میں گزارتے ہیں۔'' ردا نے احسن کا بھرپور ساتھ دیا، نیہاں تو بات کر کے پچھتائی تھی، اب سب نے اس کا ریکارڈ لگاتا تھا۔
''ویسے آپی، آپ ہمیں بھی کوئی ایسی ٹپ دے دیں جس سے ہمارے شوہر حضرات بھی احمد بھائی کی طرح ہو جائیں، ایمان سے میرا تو برا حال رہتا ہے جب تک حسن گھر نہ آ جائے اور یہ ایسا ہے کہ جان بوجھ کر میرا جی جلاتا رہتا ہے۔''
''لو تمہیں کیا دے گی یہ میسنی میری نند ہونے کے باوجود مجھے کوئی ٹرک نہیں بتاتی،

حالانکہ جانتی بھی ہے کہ اس کا بھائی کتنا گھنا ہے، یہ تو میری نظر ہے ورنہ ہارون جیسے بندے کو کون ہینڈل کرسکتا ہے۔" ردا نے اپنا دکھڑا رویا، نیہاں نے گھور کر اسے دیکھا۔

"کیوں ہارون کے ویک پوائنٹ تمہیں کس نے بتائے تھے۔"

"ارے جاؤ وہ تو میں بھی جانتی تھی، آخر میرے ماموں کا بیٹا ہے اور پھر روز کا آنا جانا، تم نے کون سا احسان کیا ہے۔"

"ردا کی بچی، بے وفا، مطلب پرست خود غرض۔" نیہاں نے تمام القابات سے نواز کر اطمینان سے یوں ہاتھ جھاڑے جیسے بہت بڑا بوجھ سر سے اتارا ہو، جواباً ردا بی بی کی زبان تڑتڑ برسنے لگی اور یہ سب جانتے تھے کہ جتنا وہ ایک دوسرے سے لڑتی تھیں اتنا ہی دونوں کا پیار پورے خاندان میں ایک مثال بنا ہوا تھا۔

بالکل رحمہ اور سامہ کی طرح، شاید اس گھر کے مکینوں کا ایک دوسرے کے لئے پیار ایسا ہی تھا، بظاہر سخت مگر اندر سے بالکل موم کی مانند دل رکھے ہوئے تھے، چھوٹی چھوٹی تکلیف پہ ایک دوسرے کی خاطر جان قربان کرنے کو تیار، شاید یہی اپنائیت تھی جس نے ان سب کو آپس میں جوڑا ہوا تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟" دادی ماں کی کرخت آواز پہ وہ سب دروازے کی طرف متوجہ ہو گئے، جہاں پہ دادی ماں اپنے جلالی موڈ میں کھڑی ان کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھ رہی تھیں۔

"اور یہ کون سا وقت ہے چائے پینے کا۔" اصولوں کی پابند دادی کبھی بھی بے وقت کا کھانا پینا پسند نہیں کرتی تھیں۔

"وہ دادی.....!" حسب معمول نیہاں ہی گلا کھنکار کر میدان میں اتری۔

"اصل میں ہمیں نیند نہیں آ رہی تھی، اس لئے موسم کی مناسبت سے سب نے چائے پینے کا شور مچا دیا، بس ابھی سونے جا رہے تھے ہم لوگ۔" سب نے شکر کا کلمہ ادا کیا کہ دادی کچھ لمحے پہلے نہیں بیدار ہو گئیں۔

"اب خاک نیند آئے گی تم لوگوں کو، یہ موئی چائے پی پی کر تو ستیاناس مارا ہوا ہے اس نئی نسل نے، دماغ خشک کیے ہوئے ہیں۔" دادی تو ایسی شخصیت تھیں اس گھر کی جن کے سامنے ان کے والدین کو بھی بولنے کی ہمت نہیں تھی، اسی لئے کان دبائے وہ لوگ بھی سن رہے تھے، جانتے تھے کہ ان کی یہ ڈانٹ اپنے اندر بے پناہ محبت سمیٹے ہوئی تھی، ہر بچے کی الگ الگ اتنی پروا کرتی تھیں کہ مائیں بھی اتنا خیال نہیں رکھتی تھیں۔

"اور تم سامہ، تمہیں ہزار بار کہا ہے کہ بچہ اتنے دن گھر سے باہر رہتا ہے، کیا خاک اچھا کھانا ملتا ہوگا وہاں پہ، اس کا خیال رکھا کرو، لیکن میں دیکھ رہی ہوں کہ تم اس کا تو کیا خیال کرو گی، خود اپنا دھیان نہیں رکھ پاتی ہو۔" دادی کی کڑک دار آواز پورے لاؤنج میں گونج رہی تھی اور وہ دونوں اپنی اپنی جگہ جز بز ہو کر رہ گئے، باقی نفوس بھی محض خاموشی سے سر اٹھائے انہیں دیکھ رہے تھے۔

"جاؤ اپنے کمروں میں اب تم لوگ۔" کچھ بولتے بولتے رک کر وہ ایکدم سے تھکی آواز میں کہہ کر خود بھی مڑ گئیں، اتنے لوگوں کی موجودگی میں بھی کمرے میں مجرمانہ سی خاموشی پھیل گئی تھی، جس کی جتنی چائے بچی تھی وہیں پڑی رہ گئی، سب ایک ایک کر کے اٹھ گئے۔

☆☆☆

"خان بتا رہا تھا کہ رات تم بہت دیر سے

Scanned with CamScanner

آئے تھے، کیا وجہ تھی؟'' دوسری صبح بڑے ابا جو کہ رات تین بجے پہنچے تھے، روحان اور حسن کی طرف مکمل طور پر متوجہ پوچھ رہے تھے۔

''اس گھر کے اصول اور طور طریقے تم لوگ بھولتے جا رہے ہو۔'' اس فقرہ میں چھپی واضح سرزنش نے سب کے سروں کو جھکا دیا، کیونکہ وہ لوگ جانتے تھے کہ رات نو بجے کے بعد کسی کا بھی گھر سے باہر رہنا بڑے بابا بالکل پسند نہیں کرتے تھے۔

''بہت برے پھنسے یار! آئندہ کبھی بھی، ان لڑکیوں کی بات نہیں ماننا، میں نے تو آج سے فیصلہ کر لیا ہے۔'' جونہی بڑے ابا ایک مفصل لیکچر دے کر آفس کے لئے نکلے اور ان کے پیچھے ہی رحمان چچا اور رضوان چچا بھی نکل گئے تو حسن نے بیابانگ دہل اعلانیہ انداز سے پاس بیٹھے یحییٰ سے تبادلہ خیال کیا۔

''تم لوگوں کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیے تھا، شادیاں کروا کے بہت مدبر اور عقلمند سمجھنے لگے تھے ناں خود کو، دیکھ لیا ناں، جورو کے غلام بننے کا نتیجہ، مجھے گاؤں روانہ کر دیا ان بزرگوں کے ٹولے کے ہمراہ خوامخواہ بور ہونے کے لئے اور خود پیچھے سے انجوائے منٹ میں لگے رہے۔'' یحییٰ پہلے ہی جلا بھنا بیٹھا تھا، اس لئے باقاعدہ عورتوں والے کوسنوں سے انہیں نوازا، ویسے بھی آج کل اس کی فیانسی زدباریہ اس سے خفا تھی، اسی لئے وہ ہر وقت لڑنے مرنے کو تیار رہتا تھا۔

''اسے مت چھیڑو، آج کل یہ صرف کانٹا ہے، اس لئے اس سے بچنا ہی بہتر ہے۔'' اس کا ہمراز، ہمدم ثاقب بظاہر سنجیدہ چہرے کے ساتھ انہیں وارن کر رہا تھا اور یہ جملہ یحییٰ بختیار کو مزید جلتے توے پہ بٹھا گیا۔

''تم میر جعفر کی کاپی خبردار جو میرے منہ لگے تو۔''

''مجھے کیا ضرورت ہے تمہارے منہ لگنے کی، بدذوق ایک ہی شخصیت ہے اس دنیا میں اور وہی تمہیں منہ لگاتی ہے۔'' واضح اشارہ زدباریہ کی طرف تھا، یحییٰ مزید خونخوار ہو گیا، اس کے چہرے کے زاویے اتنے بگڑ گئے کہ سب کے ساتھ ساتھ سنجیدہ سا روحان بھی بے اختیار ہنس دیا، اس کی ہنسی کی آواز پہ دادی ماں اور منجھلی چچی نے بیک وقت اس کی طرف دیکھا، کتنا پیارا لگ رہا تھا، اس طرح بے فکری سے ہنستا ہوا، دادی ماں نے نم آنکھوں سے اس کے سدا خوش رہنے کی دعا کی تھی، منجھلی چچی نے بھی محبت سے مسکراتے ہوئے دل میں اس کے لئے ڈھیروں دعائیں دی تھیں۔

''میرے ساتھ جانے کی ضرورت نہیں ہے، تم ہر جگہ میرا بھانڈا پھوڑتے ہو۔'' جونہی ٹیبل سے اٹھ کر یحییٰ کے ساتھ ثاقب بھی نکلنے لگا تھا تو یحییٰ نے ناراضگی سے کہا، وہ بیچارہ اپنا ہر راز اسے بتا دیتا تھا اور ثاقب صاحب ہمیشہ ترنگ میں آ کر سب کچھ کھول کر بیان کر دیتے۔

''چلو ٹھیک ہے، یونیورسٹی پہنچ کر بھی میرے پاس مت آنا اور نہ ہی میں تمہارا میسنجر بنوں گا۔'' وہ جواباً دھمکی آمیز انداز میں ہلکی آواز میں بولا، تو وہ بیچارگی سے اس بلیک میلر کو دیکھنے لگا، آخر زدباریہ سے ان ڈائریکٹ بات چیت ہو رہی تھی، ناراضگی کی وجہ سے اور ثاقب اس کی باتیں زدباریہ تک پہنچاتا تھا۔

''چلو مرو۔'' کھا جانے والی نظروں سے اس خبیث کے مسکراتے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا اور باہر نکل گیا، وہ دونوں آئی آر ڈیپارٹمنٹ کے فائنل ایئر کے اسٹوڈنٹ تھے، اس لئے اکٹھے جاتے تھے۔

"بیٹا! اتنے سست کیوں ہو رہے ہو، طبیعت تو ٹھیک ہے تمہاری۔" چھوٹی چچی کی آواز پہ ٹیبل سے برتن اٹھواتی سامعہ نے ٹھٹک کر لاؤنج میں جھانکا جہاں پہ روحان کسلمندی سے صوفے پہ نیم دراز تھا اور چچی تشویش سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"کچھ نہیں چچی! بس سر میں درد ہے۔"

وہ خاصا ایکٹو تھا، سامعہ نے اسے بہت کم بیڈ پہ بے وقت لیٹے دیکھا تھا، مگر آج شاید اس کی طبیعت زیادہ ہی خراب تھی، ورنہ تو وہ چھٹیوں پہ آتا تو حسن کے ساتھ ہی فیکٹری چلا جاتا تھا، مگر آج وہ گھر پہ ہی تھا، تھوڑی دیر میں لاؤنج میں سب اکٹھے ہو گئے، ہر کوئی فکر مندی سے مختلف مشورے دے رہا تھا، وہ اگرچہ ان سب سے فاصلہ پہ تھا، مگر ان کے دل میں اس کے لئے بے پناہ پیار تھا، اسی لئے تو اس کی معمولی سی تکلیف بھی انہیں بے چین کر دیتی۔

"روحان! یہ سب رات بارش میں بھیگنے کا نتیجہ ہے۔" ردا نے کہنے کو تو کہہ دیا مگر سب کی سوالیہ نظروں پہ جملہ کی سنگینی کا احساس ہوا۔

"تم رات کو نہائے تھے بارش میں؟" منجھلی چچی نے حیرت سے سب کے دلوں کے سوال کو زبان دی، اب وہ کیا کہتا، خاموش ہی رہا۔

"ن...... نن...... نہیں...... چچی...... روحان بھائی میری میڈیسن لینے گئے تھے تو بارش شروع ہو گئی شاید اس وجہ سے۔" بروقت رحمہ نے ہکلاتے ہوئے بات سنبھالی تھی، سب نے تشکر بھرا سانس لیا ورنہ ردا نے تو انہیں مروانے میں کسر نہیں چھوڑی تھی۔

"کتنا مشکل تھا ان کے روایت پسند گھر میں کوئی عیاشی کرنا۔" سامعہ نے سوچا، اس سے پہلے کہ اب سب اس کی طرف متوجہ ہو کر اس کے سرد رویہ پہ سرزش کرتے، وہ فوراً صوفے کی طرف بڑھی جہاں روحان لیٹا ہوا تھا، وہ خاصا نڈھال سا پڑا ہوا تھا، سرخ چہرہ تیز بخار ظاہر کر رہا تھا۔

"کیسی طبیعت ہے آپ کی؟" صوفے کے پاس رک کر دھیرے سے پوچھا، روحان نے آنکھیں کھول کر اپنے پاس کھڑے وجود کو دیکھا، جو اس سے صدیوں کے فاصلے پہ تھا، وہ جو مکمل طور پہ اس کی طرف اپنی توجہ مرکوز کیے ہوئے تھی، روحان کے ایکدم آنکھیں کھولنے پہ اور پھر بہ غور اپنی طرف دیکھتا پا کر خاصی نروس ہو گئی اس لئے جھجک کر تھوڑا سا پیچھے ہٹی۔

"بہتر ہے۔" اس گریز پہ ایک لمحہ کو اس کا چہرہ تاریک ہو گیا، مگر جلد ہی قابو پا کر مختصراً جواب دے کر پھر آنکھیں بند کر لیں، باقی سب تو سامعہ کے قریب آنے پہ دانستہ اِدھر اُدھر ہو گئے تھے، مگر نیہاں احمد جو آج کل ان دونوں پہ خاصی نظر رکھے ہوئے تھی، اب بھی بظاہر کچھ فاصلے پہ منجھلی چچی سے باتیں کر رہی تھی مگر کان ادھر کی گفتگو پہ لگے ہوئے تھے اور اتنی مختصر بات چیت پہ دانت کچکچا کر رہ گئی۔

"واہ کیا بات ہے لگتا ہے دو اجنبی ہمسفر ایک دوسرے سے محو گفتگو تھے اتنی نارمل، اتنی پرتکلف...... سامعہ...... کب سے ہو گئی۔" پہلے غصہ پھر حیرت نے اس پہ حملہ کر دیا تھا اور وہ اپنی سوچوں میں اتنی گم ہو گئی تھی کہ حسن کے پکارنے، حتی کہ اس کے چیخنے پہ بھی ہوش میں نہیں آئی تھی۔

"نیہاں آپی!" اب اس نے باقاعدہ آ کر جنجھوڑا تھا تو وہ چونک کر ماحول میں واپس آئی تھی۔

"کہاں غائب ہیں؟ گھنٹے سے آپ سے پوچھ رہا ہوں کہ ڈاکٹر عمران کا سیل نمبر بتا دیں۔" حسن جھلاتے ہوئے کہہ رہا تھا، وہ شرمندہ سی

Scanned with CamScanner

اپنے سیل فون میں کاسمیٹکس کھنگالنے لگی۔

☆☆☆

''پلیز میری اتنی کیئر مت کرو، مجھے عادت نہیں ہے۔'' وہ دو دن سے مسلسل اس کی خدمت کر رہی تھی، کیونکہ اگر دادی ماں کی نظروں سے بچتی تو امی کا غضب ناک چہرہ بے پناہ نصیحتوں کے ساتھ سامنے آ جاتا، پھر چھوٹی چچی کی فہمائشی خاموش نظریں ہوتیں اور وہ ان نگاہوں کی مختلف اقسام سے بچنے کے لئے اسی میں عافیت جانتی تھی کہ ''محترم'' کی وقتاً فوقتاً مزاج پرسی کرتی رہے اور آج تیسرے دن خاصے چڑے لہجے میں یہ حکم موصول ہوا تو اس پل سامیہ کا دل چاہا کہ ہاتھ میں پکڑا سوپ کا باؤل دیوار میں مار دے یا پھر اپنے سر میں، جس کی تیاری سب خواتین نے اپنے تجربات کی روشنی میں تین گھنٹوں میں اسپیشل آرڈر پہ اس سے تیار کروایا تھا۔

''عادت تو کسی بھی چیز کی ڈالنی پڑتی ہے اور بعض موقعوں پہ یہ سمجھ لیں کہ دوسرا فریق بھی مجبوری میں سب کچھ کر رہا ہے۔'' سامیہ نے فوراً اس پہ جتا دیا کہ وہ بھی خوشی سے اس کی خدمت نہیں کر رہی ہے، وہ ایک لمحہ کو اس کی طرف دیکھتا رہ گیا، کیسے دور کر دیا تھا اس نے سامیہ کو خود سے، کیسے بھول گیا تھا کہ ساری زندگی میں قدم قدم پہ وہ اس کی ضرورت تھی، مگر بعض اوقات ہماری معمولی کوتاہی ہمارے مستقبل کو مکمل تاریک کر دیتی ہے، نگاہوں کے ارتکاز پہ سامیہ نے جونہی نظر اٹھائی وہ اسے دیکھتا ہوا کہیں گم تھا اور یہ کچھ کہتی سی پشیمان سی نظریں ہمیشہ کی طرح اس جھنجھلاہٹ میں مبتلا کر گئیں، اسی لئے باؤل سائیڈ ٹیبل پہ پٹخ کر کمرے سے نکل گئی، روحان نے گہرا سانس لے کر اپنے اندر کی گھٹن کو باہر نکالنا چاہا، مگر ناکام رہا۔

صفحہ وقت پہ تحریر بدل جاتی ہے
آیت ہجر کی تفسیر بدل جاتی ہے
ایسا وقت بھی آتا ہے میری نیند پہ جب
خواب سے پہلے ہی تعبیر بدل جاتی ہے

بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے وہ مکمل طور پہ کمبل میں گم سامیہ کو دیکھ رہا تھا، اس کا گریز اس کے لئے اجنبی نہیں تھا، وہ پچھلے کتنے عرصہ سے یہ تکلیف دہ رویہ سہہ رہا تھا اور شاید بلکہ یقیناً اس رویہ کا حقدار تھا، تیسری سگریٹ سلگاتے ہوئے وہ بے انتہا اضمحلال کا شکار تھا، کل اسے واپس جانا تھا، آج نیہاں کی بیٹی اور ردا کے بیٹے کی اکٹھی بسم اللہ تھی، اس لئے تقریباً سارا خاندان مدعو تھا، پیاری سی پریا احمد اور گول مٹول سا میر سب کے اسپیشل پروٹوکول پہ پوری تقریب میں بے حد خوش پھرتے رہے تھے، سامیہ نے پریا کو گود میں اٹھا کر پیار کیا تو اسی وقت خاندان کی ایک خاتون بول اٹھیں۔

''روحان! اب تم لوگ بھی اپنے آنگن میں رونق لگا ڈالیں۔'' سامیہ نے زخمی نظروں سے اپنے سے چند قدم فاصلے پہ کھڑے روحان کو دیکھا تھا اور وہ اپنی جگہ پہ کٹ کر رہ گیا، بعض اوقات ہماری سادگی میں کہی ہوئی بات بھی کیسے دلوں پہ زخم لگاتی ہے، اگر ہم جان جائیں تو کبھی بنا سوچے سمجھے نہ بولیں وہ سوچ کر رہ گیا، وہ خاتون تو اپنی بات کہہ کر مزے سے دوسری طرف متوجہ ہو گئیں، مگر یہاں دو نفوس کس اذیت میں گھر گئے ہیں وہ اس سے انجان تھیں۔

اس کے بعد ایک دو بار سامیہ اسے نظر بھی آئی مگر اس کی آنکھوں کا گلابی پن ہر بار گہرا ہی لگا تھا۔

''میں اگر اس سے معافی مانگوں تو؟'' سگریٹ ایش ٹرے میں مسلتے ہوئے اس بچکانہ

Scanned with CamScanner

سوچ پہ وہ خود ہی استہزائیہ مسکرا دیا، اس کی غلطی ایسی تو نہیں تھی کہ اسے معاف کر دیا جاتا۔

"تو پھر؟" دماغ نے تلخی سے سوال کیا اور دل جواب جانتے ہوئے بھی نظریں چرانے لگا۔

"کیا ساری عمر اسی دوراہا پہ گزارنی ہے؟" دماغ آج کسی طور پہ بخشنے پہ تیار نہیں تھا۔

"شاید۔" مبہم سا جواب دے کر دل پھر خاموش ہو گیا۔

"ہونہہ۔" محبت بھی یکدم آنکھیں کھول کر سامنے آکر سر جھٹکنے لگی تھی۔

"کب تک، کیا عمر بھر، کیا میرے بنا اپنی زندگی کا ایک لمحہ بھی گزار سکتے ہو؟ اور باتیں کرتے ہو، عمر بھر اس پل صراط پہ گزارنے کا دعوا کرتے ہو۔" سسکتی ہوئی محبت نے تلخی سے دل کو جتلایا تھا، دل بے بسی سے سر پٹخنے لگا تھا، مضطرب سی محبت اس بے بسی پہ مزید بے چین ہو گئی، روحان کو اپنی آنکھیں بے تحاشہ جلتی ہوئی محسوس ہوئیں۔

"کیا واقعی آپ کو کبھی کسی سے محبت نہیں ہوئی؟" حیران آنکھیں وا کیے وہ اس سے سوال کر رہی تھی۔

"نہیں۔" اپنے لہجہ کی سختی کا اس وقت احساس نہیں ہوا تھا مگر اب انہی آواز کی بازگشت پہ محسوس ہوا کہ وہ کتنا تلخ تھا اس سے۔

"اچھا مگر مجھے تو بہت سے لوگوں سے پیار ہے۔" وہ ایک لمحہ کے لئے خاموش ہوئی تھی مگر عادت کے مطابق جلد ہی اپنے آپ پر قابو پا کر خوشگواریت سے بولی تھی۔

"دیکھیں ناں، ہم لوگ تو لکی ہیں کہ آج کل کے افراتفری اور خود غرضی کے دور میں بھی اتنے منظم اور کوآپریٹو جوائنٹ فیملی سسٹم کا حصہ ہیں، جہاں کا ہر رشتہ ہمارے لئے بے پناہ اپنائیت لئے ہوئے ہے۔"

"اچھا۔" اس کا یہ "اچھا" استہزائیہ تھا یا وہ اس سے اتفاق کر رہا تھا سامعہ نہیں سمجھ سکی تھی اور وہ اسے کیا بتاتا کہ اس نے کسی بھی رشتہ کو مکمل طور پہ محسوس نہیں کیا تھا کہ وہ ان سے ہمیشہ دور ہی رہا تھا، اس لئے یہ محبت، اپنائیت اور رشتوں کا خلوص سب اسے اجنبی لگتے تھے، کبھی کبھار ویک اینڈ یا پھر کسی سمر ویکیشن میں وہ ان کے پاس جاتا تو بھی بابا اسے کبھی کسی کورس یا دوسری ایکٹوٹیز میں الجھائے رکھتے، اسی لئے تو وہ جانے کون کون سی فیلڈ کے متعلق اتنی معلومات رکھتا تھا کہ جب کسی موضوع پہ بولتا تو تب اسے خود اپنی اس صلاحیت کا پتا چلتا اور بابا کا سینہ فخر سے تن جاتا، مگر دوسری طرف وہ اپنے پیاروں سے کافی فاصلہ پہ ہو گیا تھا صرف ماں کے رشتہ کی کمی تھی اس کی زندگی میں، مگر شاید ماں ہوتی تو وہ اتنا ریزرو اور لاپروا نہ ہوتا، وہ اسے یقیناً سنبھال لیتی اور شاید بابا بھی اتنے سخت نہ ہوتے، آج اتنے عرصہ بعد اس نے یہ بات سوچی تھی، اسی وقت سامعہ نے کروٹ بدلی تو وہ چونک گیا، سائیڈ ٹیبل پہ ایش ٹرے رکھ کر ٹیبل لیمپ آف کیا اور خود بھی سونے کی کوشش کرنے لگا تھا۔

☆☆☆

"ماں!" کتنا پیارا اور میٹھا لفظ ہے اور اس کا ذائقہ تو اس سے بھی زیادہ مٹھاس بھرا ہو گا، میں نے ماں کو نہیں دیکھا مگر اپنے گرد رشتوں میں اس کردار کو نبھانے والی عورتوں کو ضرور دیکھا ہے اور تم جانتے ہو روحان تب میں نے ہر لمحہ اپنے رب سے ایک ہی دعا کی، بلکہ دعا سے زیادہ شکوہ کہا جائے تو بہتر ہے کہ "اے رب تو نے مجھے کیوں اس رشتہ سے محروم کیا، مجھ سے زیادہ بدنصیب شخص تو کوئی نہیں ہو گا، جو ہر لمحہ ماں کے

Scanned with CamScanner

لئے ترسا ہے۔'' یحییٰ آج پھر کتھارسس کے موڈ میں تھا اور جب وہ اس کیفیت میں ہوتا تو اسے سب سے بہتر سامع روحان نظر آتا، شاید اس لئے کہ دونوں کا دکھ سانجھا تھا، یحییٰ بختیار، روحان کی چھوٹی پھپھو تہمینہ کا اکلوتا بیٹا تھا، تہمینہ پھپھو اور بختیار پھپھا کی روڈ ایکسیڈنٹ ڈیتھ کے بعد وہ ان کے گھر کا مستقل ممبر بن گیا تھا اور اس گھر کے مکینوں کے دل تو رب نے محبت سے گوندھے تھے، اسی لئے تو یحییٰ کے دکھ کو خود میں سمیٹ کر اسے اتنی محبتوں سے اسے سنبھالا کہ وہ خود کو اس گھر کا بیٹا ہی شمار کرنے لگا تھا، کبھی کبھار وہ اپنے چچا سے ملنے چلا جاتا تھا، مگر اس کا مستقل ٹھکانہ یہی آشیانہ تھا۔

''تم ایسے کیوں سوچتے ہو؟ یہ بھی تو دیکھو کہ رب نے تمہیں کتنی نعمتوں سے نوازا ہے، آج نہیں تو کل سب کو ایک ایک کر کے یہاں سے جانا ہی ہے، تم خود کو کیوں بدقسمت گردانتے ہو یار! تم تو محبتوں کے معاملہ میں بہت خوش قسمت ہو۔'' یحییٰ کو سمجھاتے ہوئے وہ یہ بھول گیا تھا کہ رات کو وہ خود بھی رب سے شکوہ کناں تھا، ماں کی محرومی کے سلسلے میں وہ خود بھی خود اذیتی کا بارہا شکار رہا تھا۔

''ہر انسان کہیں نہ کہیں کسی دکھ کو جھیل رہا ہے جب تم اردگرد دیکھو گے تو احساس ہو گا کہ کتنے بدنصیب لوگ اس دنیا میں جی رہے ہیں، تم نے کل دیکھا تھا ناں وہ ننھا سا بچہ مارکیٹ میں۔'' وہ اسے کل کا واقعہ یاد دلا رہا تھا اور یحییٰ کو یاد آیا کہ کل جب وہ اور روحان مارکیٹ سے اپنی کچھ ذاتی چیزیں خریدنے کے لئے گئے تھے تو اچانک ایک اسٹور سے نکلتے ہوئے ایک چھوٹا سا توتلا بچہ سامنے آ گیا، جس کے پاؤں ننگے تھے اور اس کی عمر بمشکل ساڑھے تین یا چار سال ہو گی۔

''دے لے لو بھائی (یہ لے لو بھائی)۔''

ٹشو کے چند پیکٹس سامنے کیے وہ بڑی آس سے ان کی طرف دیکھ رہا تھا، اس کی آنکھوں میں امید کے ساتھ جو چمک تھی اس نے روحان کے ساتھ یحییٰ کو بھی دلچسپی لینے پہ مجبور کر دیا۔

''ارے تم تو بہت چھوٹے ہو، پھر تم کیوں یوں پھر رہے ہو؟'' یحییٰ نے بے اختیار سوال کیا، جواباً اس بچے کے چہرے پہ معصوم سی مسکراہٹ پھیل گئی، جیسے وہ اس سوال کا جواب نہ جانتا ہو۔

''بیٹا! تم نے جوتا کیوں نہیں پہنا، کیا تمہیں اپنے پاؤں جلتے ہوئے نہیں لگتے۔'' روحان نے گھٹنوں کے بل اس کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا، بچہ اتنی توجہ پہ گھبرا سا گیا تھا۔

''دے لے لو بھائی۔'' وہ شاید اس فقرہ کے علاوہ کوئی اور جملہ بولنا نہیں جانتا تھا، ان دونوں کو تاسف نے گھیر لیا کہ کیسے اتنے سے بچے کو معصومیت کو، اس کی بچپن کی عمر کو برباد کیا جا رہا ہے۔

''تمہارے ماں باپ کیا کرتے ہیں؟''

''ماں!'' اس نے حیرت سے سر اٹھا کر یہ لفظ دہرایا۔

''میلی ماں مردئی (میری ماں مر گئی)۔''

اس جواب نے ان دونوں کو سن کر دیا، مزید کچھ کہنے کی ہمت نہیں ہوئی تھی، اسی لئے خاموشی سے اپنی جیبوں سے پیسے نکال کر اس کے ہاتھ میں پکڑا دیے۔

''جاؤ بیٹا! جوتا کے بغیر دوبارہ نہ باہر نکلنا، تمہاری ماں ہوتی تو کبھی تمہیں تپتی دوپہر میں یوں نہ باہر جانے دیتی۔'' آخری جملہ بڑبڑاہٹ کی صورت میں ادا کر کے روحان نے بچے کے سر پہ پیار سے ہاتھ پھیرا اور بچہ لال نوٹ دیکھ کر خوشی سے اچھلتا ہوا آگے بڑھ گیا اور وہ سوچتے رہ گئے

Scanned with CamScanner

کہ دنیا میں اس بچہ کی مانند ہی ہر ایک کو جینا چاہیے جو اپنے دکھ سے واقف بھی تھا مگر چھوٹی سی خوشی کے ملنے پہ وہ اپنے اس دکھ کو اپنے اندر کہیں لمحاتی طور پہ دفن کر کے خوشی کا وقت تھام لیتا ہے۔

''اس بچے کی مانند زندگی گزارو، اللہ اگر ایک چیز لیتا ہے تو اس کے بدلے میں کتنی نعمتیں عطا کر دیتا ہے، مگر ہم بے صبرے اور ناشکرے بندے اس چیز کو محرومی کا رونا روتے رہتے ہیں اور دوسری بے شمار نعمتوں کو بھول جاتے ہیں، یہ بندگی تو نہیں۔'' روحان دھیمے سے اسے سمجھا رہا تھا اور وہ ہمیشہ کی طرح پرسکون ہو رہا تھا، آج تہمینہ پھپھو کی برسی تھی، ایکسیڈنٹ کے بعد پھپھو تو موقع پر ہی فوت ہو گئی تھیں، مگر پھپھا دس روز تک زندہ رہنے کے بعد فوت ہوئے تھے، اسی لئے وہ ان دنوں کی برسی پہ یونہی ڈسٹرب رہتا تھا، روحان بھی پھپھو کی برسی کی وجہ سے آج رک گیا تھا، ورنہ اس کی شام کی فلائٹ تھی، اب اسے صبح جانا تھا۔

''روحان! تم ہمیشہ مجھے سمجھاتے ہو، میں نے کبھی تمہیں اس طرح بے چین نہیں دیکھا، آخر تم بھی تو یہ دکھ سہہ رہے ہو؟'' یحییٰ کو روحان کے ضبط پہ بہت حیرت ہوئی تھی، آج اتنے عرصہ کے بعد وہ بے ساختہ اپنی حیرت کا اظہار اس سے کر گیا، روحان کے ہونٹوں پہ پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی، وہ اسے کیا بتاتا، اس نے تو ماں کا رشتہ اپنے بچپن سے نہیں دیکھا تھا، پھر وہ کیسے اپنے دکھ کو بیان کرتا، ماں اس کے پیدائش کے دو سالوں بعد اس دنیا سے چلی گئی تھی، پھر وہ کیسے اس لمس کو محسوس کرتا، اسی لئے تو وہ ہر اظہار کے معاملہ میں اناڑی تھا۔

''بے چینی کیسے نہیں ہوتی، ہر رشتہ ہماری زندگی میں اپنا مقام رکھتا ہے جب وہ جگہ خالی ہو جاتی ہے تو اس کی کمی کیسے محسوس نہیں ہوتی؟ یہیں پہ آ کر انسان بے بس ہو جاتا ہے، وہ رب سب جانتا ہے، کسے کتنا دینا ہے اور کہاں دینا ہے، وہ اختیار رکھتا ہے، پھر ہم کیسے اس سے شکوہ کر سکتے ہیں کم یا زیادہ دینے پہ۔'' گمبھیر لہجہ متوازن ہونے کے باوجود درد کی آمیزش لئے ہوا تھا اور یحییٰ بختیار اس شاندار سے بندے کے حوصلہ کو دیکھتا رہ گیا، واقعی زندگی تو وقت کا حساب رکھے ہوئے ہے اور جب وقت ہمارے ہاتھوں سے ریت کی مانند پھسلنے لگتا ہے تو ہمیں شدت سے اس کی کمی کا احساس ہوتا ہے، مگر زندگی کے کشکول میں تو وقت کے سکے پورے ہوتے ہی ہے چاہے وہ تیزی سے گریں یا آہستہ آہستہ اور بعض اوقات اس کی تیزی میں ہم بہت سے رشتوں کو بھی خود اپنے ہاتھوں سے کھو دیتے ہیں، جس کا احساس ہمیں بہت دیر سے ہوتا ہے، یحییٰ کے اٹھ کے جانے کے بعد وہ سر جھکائے اپنی سوچوں میں گم تھا۔

☆☆☆

''روحان! ہم چاہتے ہیں کہ اب سامہ بھی تمہارے ساتھ جائے۔'' دادی ماں کا ٹھہرا ہوا انداز حتمی تھا، اس نے سر اٹھا کر اپنے اردگرد بیٹھے نفوس کو دیکھا جن کے چہروں پہ کم و بیش دادی ماں کی بات کی تائید ہی تھی، بڑے چچا، چھوٹے چچی دونوں چچیاں اور الوینہ پھپھو سب بیٹھے تھے، بابا اپنے کسی دوست کی عیادت کے لئے حسن کے ساتھ دوسرے شہر گئے ہوئے تھے، وہ گہرا سانس لے کر رہ گیا، اس بات کا وہ کیا جواب دیتا، جبکہ جانتا تھا کہ ایک بار کے تجربہ کے بعد دوسرا فریق کبھی بھی اس کے ساتھ دوبارہ جانا پسند نہیں کرے گا۔

''تم نے جواب نہیں دیا، اگر تمہیں رہائش کا

Scanned with CamScanner

مسئلہ ہے تو میں ارسلان سے کہہ دیتی ہوں وہاں پہ کسی فلیٹ کا بندوبست کر دے۔'' دادی ماں سمیت سب ہی مکمل تہیہ کیے ہوئے تھے آج شاید کہ اسے تنہا نہیں بھیجنا۔

''میں کیا کہہ سکتا ہوں، آپ سامعہ سے پوچھ لیجئے، گھر تو آپ کو پتا ہے مجھے ملا ہوا ہے۔'' اس نے بالآخر زبان کھول ہی دی۔

''سامعہ کو کیا اعتراض ہوگا بیٹا، اور پھر ویسے بھی بیٹیاں شادی کے بعد شوہر کے ہمراہ ہی اچھی لگتی ہیں، ٹھیک ہے نیہاں بھی احمد کے بغیر رہتی ہے، مگر ایک تو وہ ہر ہفتہ آ جاتا ہے، پھر اب اس کی ٹرانسفر بھی ملتان ہو رہی ہے اگلے مہینے سے انشاء اللہ۔'' چھوٹی چچی نے اپنے مخصوص دھیمے لہجہ میں کہا تو وہ محض انہیں دیکھ کر رہ گیا، اب انہیں کیا بتاتا کہ وہ تو خود موقع کی تلاش میں ہے کہ کسی طرح سامعہ کو راضی کرے مگر اس کا سرد رویہ اس کی ہر کوشش کی راہ میں دیوار بن جاتا ہے۔

''جاؤ بہو، سامعہ سے کہو کہ وہ بھی اپنی تیاری کرے کل روحان کے ساتھ وہ بھی جائے گی۔'' دادی ماں نے فوراً منجھلی چچی کو حکم دیا اور سب کے چہروں پہ یوں سکون پھیل گیا جیسے ایک بہت بڑا معرکہ سر کر لیا ہو۔

''ناممکن کیسے رہوں گی میں اس کے ہمراہ۔'' وہ جلے پیر کی بلی کی مانند ادھر سے ادھر چکر لگا رہی تھی، جب سے ردا اور احمد نے آ کر دادی ماں سمیت سب بڑوں کا فیصلہ اسے سنا کر اس کی پیکنگ کی تھی وہ تب سے بے چین پھر رہی تھی۔

آج تک اپنی ذاتی زندگی کو کسی سے بھی ڈسکس نہیں کیا تھا اور نہ ہی وہ چاہتی تھی کہ اسی کو بھنک بھی پڑے ان کے درمیان سرد تعلقات کی، مگر اس گھر میں سب اندھے تو نہیں تھے جو مسلسل خاموش تماشائی بنے کلائمکس کا انتظار کیے جاتے، پھر اس دفعہ تو نیہاں نے احمد کو اپنے ساتھ ملا کر سب بڑوں سے خفیہ میٹنگ کی تھی اور اس مسئلہ کا حل سامعہ اور روحان کا اکٹھے رہنا پیش کیا تھا۔

''خیر میں بھی دیکھ لوں گی، اب آر یا پار والی کیفیت ہو گی۔'' بالآخر وہ خود کو پرسکون کرنے میں کامیاب ہو ہی گئی۔

''سامعہ بی بی! کبوتر کی طرح آنکھیں بند کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا، جو زیادتی ہو گی اس کا مکمل حساب کتاب ہوگا۔'' وہ خود کو ایسی سوچوں سے کافی حد تک بہلا چکی تھی، اسی لئے روحان کے آنے سے پہلے پرسکون نیند کی آغوش میں جا چکی تھی اور اندر قدم رکھتا روحان دروازہ کے بالکل ساتھ والے حصہ میں اس کا پیک سامان دیکھ کر حیران رہ گیا، اس کے اتنی جلدی، بغیر کسی ہنگامہ کے ساتھ چلنے پہ آمادگی ظاہر کرنے کا کوئی امکان نہیں تا، مگر یہاں تو مکمل امن تھا، وہ الجھتا ہوا اپنی سائیڈ پہ آ کر لیٹ گیا۔

☆☆☆

ارسلان خان، رضوان خان اور رحمان خان یہ تینوں بھائی ''خان ولا'' میں اپنی فیملیز کے ساتھ رہائش پذیر تھے، ان کے والد احسن خان نے یہ گھر اس طرز پہ بنایا تھا کہ تینوں بھائی اکٹھے بھی رہیں اور کسی کی پرائیویسی بھی ڈسٹرب نہ ہو، اسی لئے بچوں کے جوان ہونے اور اکثر کی شادیاں کرنے کے باوجود سب اکٹھے رہتے تھے، ارسلان خان اور شبانہ کا ایک بیٹا روحان اور ایک بیٹی رحمہ تھی، شبانہ رحمہ کی پیدائش کے کچھ عرصہ بعد کینسر کے مرض میں مبتلا ہو کر یہ دنیا چھوڑ گئی تھیں، ارسلان خان نے دوبارہ شادی نہیں کی، وہ بچوں کو بھرپور توجہ دینا چاہتے تھے، مگر ایک تو بزنس کی بے پناہ مصروفیت اور کچھ اپنی جلالی طبیعت کی بنا پہ چاہتے ہوئے بھی اپنے اور بچوں

Scanned with CamScanner

کے بیچ کا فاصلہ کم نہیں کر سکے تھے، رحمہ تو خیر لڑکی تھی پھر اپنی ہم عمر لڑکیوں اور دادی، چچیوں کا پیار پا کر بہل گئی مگر روحان نے ماں کے ساتھ باپ کی کمی کو بہت مس کیا تھا، جو زندہ ہوتے ہوئے بھی ان سے بہت دور تھے، رضوان خان اور سائرہ کی دو بیٹیاں نیہاں اور عافیہ اور دو ہی بیٹے ہارون اور حسن تھے، جبکہ رحمان خان اور راشدہ کی تین بیٹیاں سامیہ، منال اور طوبیٰ تھیں اور دو بیٹے ثاقب اور احمد تھے، تقریباً سب بچوں کی شادیاں ہو چکی تھیں اور اس گھر کی سربراہ سب کی لاڈلی اور پیاری دادی ماں نے گزشتہ دو سالوں کے دوران سب کے مشوروں کے بعد آپس میں ہی رشتے طے کر دیے تھے، بقول دادی ماں کے اگر گھروں میں بہتر جوڑ موجود ہیں تو باہر جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور آنے والے وقت نے ثابت بھی کر دیا کہ ان کا یہ فیصلہ کتنا درست تھا۔

ان کے گھر کا ماحول ویسے دوستانہ اور بے تکلفانہ تھا، سب آپس میں محبت سے رہتے تھے، صرف ایک دکھ تھا جس نے خان ولا کے ماحول کے حقیقی رشتوں کو چھین لیا تھا، وہ شبانہ کی وفات کے بعد تہمینہ اور ان کے شوہر کی ناگہانی موت تھی، یہ ایسا غم تھا جو سب کے دلوں کو آہستہ آہستہ سلگاتا رہتا تھا، اگرچہ سب ہنستے بولتے تھے مگر یہ زخم موجود ہی تھا، تہمینہ کے بعد ان کے پاس صرف ایک ہی اکلوتی پھپھو تھیں الوینہ جو سب بچوں میں مقبول اور ہر دلعزیز تھیں، ہر بچہ اپنا کوئی بھی مسئلہ ہوتا ان کے پاس لے کر آتا، چاہے وہ حسن کا نیا گاڑی کا مطالبہ ہو یا پھر ثاقب صاحب کی پاکٹ منی میں کمی کا مسئلہ، الوینہ پھپھو زندہ باد کا نعرہ بلند ہوتا اور وہ بھی ہم سب ساتھ ہیں اس تیاری کے ساتھ میدان میں اترتیں اور دادی ماں اور بڑے ابا سے منوا کر ہی واپس آتیں، ان کی بیٹی ردا کی شادی ہارون سے ہوئی تھی اور اس کے علاوہ دو بیٹے زاوار اور زین جڑواں تھے اور دونوں ثاقب اور یحییٰ کے کلاس فیلو بھی تھے، اس طرح سے آج کے گہما گہمی کے دور میں خان ولا محبتوں کا گہوارہ بنا بہت سے لوگوں کے لئے رشک کا باعث تھا۔

☆☆☆

''کیا بات ہے طبیعت تو ٹھیک ہے؟'' اس نے تشویش سے اس کے سرخ چہرے اور متورم آنکھوں کو دیکھا، سامیہ نے ذرا کی ذرا نظر اٹھا کر دیکھا اور دوبارہ سے روٹی بیلنے میں مصروف ہو گئی، وہ بہت کم اس کی کسی بات کا جواب دیتی تھی اور اس کی یہ بے نیازی بعض اوقات روحان کی روایتی ''خان خون'' کھولا کر رکھ دیتی تھی، اب بھی یہی ہوا تھا، ایک تو وہ خاصا تھکا ہوا گھر لوٹا تھا، تین دن کے ٹف شیڈول اور محنت کے بعد وہ دہشت گردی کے بہت بڑے نیٹ ورک کا سراغ لگانے میں کامیاب ہو سکا تھا، اس کو یہ ٹارگٹ ملتان میں اس کی چھٹیوں کے دوران ہی ملا تھا، جسے ہر صورت پورا کرنے کی دھن اس پہ سوار تھی اور آج بالآخر تین راتوں کی بے خوابی اور دن کی سر توڑ محنت نے اسے کامیابی دے دی تھی، اسپیشل برانچ کے آئی جی سردار نوریز سے بے پناہ تعریفیں سمیٹ کر وہ گھر آیا تھا کہ وہ شروع سے ہی بہت محنتی، اصول پسند اور اپنے فرائض کے لئے سخت مشہور تھا اور اس کے یہی اوصاف سینئرز میں بہت پسند کیے جاتے تھے۔

''میں تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں۔'' روحان نے چڑ کر اسے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف گھمایا، سامیہ نے ایک نظر توے پہ ڈالی ہوئی روٹی کو دیکھا جو تقریباً پک چکی تھی اور پھر اپنی نگاہیں ہاتھوں پہ جما دیں۔

وہ تیز اور سخت نظروں سے اسے گھورتا رہا،

Scanned with CamScanner

آج اتنے عرصے کے بعد وہ اپنے مزاج کی تلخی کو اس پہ نکالنے سے روک نہیں سکا تھا ورنہ اپنی غلطی کی سزا بھگتتے ہوئے بہت حد تک وہ مزاج سے ہٹ کر کرنے لگا تھا، روٹی جلنے کی بو پہ دونوں نے بیک وقت چولہے کی طرف دیکھا۔

روحان نے برنر آف کر دیا اور ایک جھٹکے سے اس کا بازو چھوڑ کر لمبے قدموں سے باہر نکل گیا، وہ کتنے پل ساکت اور سپاٹ نظروں سے غیر مرئی نقطہ کو گھورتی رہی، کیا انجام ہونا تھا اس تعلق کا، کیا وہ ساری عمر یونہی ایک دوسرے کی مخالف سمتوں میں سفر کرتے رہیں گے؟ اپنی کنپٹیوں کو دباتا ہوا وہ بیڈ پہ ڈھیر ہو گیا، دماغ میں ہر طرح کی منفی سوچیں اور خیالات قبضہ جمانے لگے تھے، کب تک وہ اپنی زندگی کو یونہی گھسیٹتے ہوئے گزارے گا، آرام، سکون یہ سب اس کا حق تھا جو وہ گھر میں داخل ہونے پہ حاصل کرنا چاہتا تھا، مگر فرائض میں معمولی سی کوتاہی اسے تمام حقوق سے محروم کر گئی تھی۔

''زندگی میں مایوسی اور امید کے درمیان بہت معمولی سا فاصلہ ہوتا ہے اور جب ہم ان دونوں کے بیچ کھڑے ہوں تو شیطان ہمیں بھڑکا کر خوش رنگ خواب دکھاتا ہے اور اپنے راستے کی طرف کھینچتا ہے، اگر انسان ذرا سا کمزور پڑ جائے تو با آسانی اس راہ کا مسافر بن جاتا ہے اور میری یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا کہ مایوس ہونا زندگی کی تلخ حقیقتوں سے عارضی فرار ہی سہی مگر آنے والی زندگی کو ہم اس طرح اندھیروں کے حوالے کر دیتے ہیں۔'' بابا جب بھی موڈ میں ہوتے تو اپنی اسٹڈی روم میں اسے بلا کر گھنٹوں ایسی چھوٹی چھوٹی باتیں اس سے کرتے تھے، لیکن بہت دفعہ انہیں لگتا کہ ان کی باتیں سننے کی بجائے وہ سر جھکائے اپنی سوچوں میں گم ہوتا تھا، اسی لئے تو بہت دفعہ بات کرتے کرتے وہ چپ کر جاتے تھے، روحان باوجود چاہنے کے انہیں کبھی نہیں بتا سکا تھا کہ وہ ان کی کہی ہوئی ہر بات کو نہ صرف پورے دھیان سے سنتا ہے بلکہ اپنی زندگی میں بہت جگہ پہ ان کو اپلائی بھی کرتا ہے، نجانے کیوں ان دونوں میں باپ بیٹا والی بات ہی نہیں تھی یہ نہیں تھا کہ وہ ان سے بات نہیں کرتا تھا، بلکہ ہاسٹل میں آنے کے بعد بہت دفعہ ان دونوں میں لمبی لمبی بحثیں ہوتی تھیں کھیل، سیاست، مذہب ہر موضوع زیر گفتگو رہتا، مگر جہاں بات ذاتیات پہ آتی وہاں پہ ایک دیوار سی تن جاتی، ان کے بیچ میں، اب بھی تو جب وہ نیگٹو ہونے لگا تھا تو بابا کی تسلی بھری نصیحت بے اختیار یاد آ گئی تھی، مگر وہ بھی کیا کرتا آخر کب تک وہ سامعہ کا رویہ نظر انداز کرتا، ان کا ریلیشن ایسا تھا کہ وہ ایک دوسرے سے چاہتے ہوئے بھی لاتعلق نہیں رہ سکتے تھے، پھر وہ کیوں اسے اتنا آزما رہی تھی، ایک ایسی خطا جو اس کی دانستہ نہیں تھی، اس پہ وہ اسے سزا دینے پہ تلی ہوئی تھی وہ کب تک برداشت کرے؟ اپنے پھٹتے ہوئے سر کو دباتے ہوئے وہ سخت مضمحل اور ڈپریسڈ تھا، شادی کا شروع کا پریڈ ایک خواب ہی لگتا تھا جو پلک جھپکنے پہ ٹوٹ گیا تھا، اسے لگتا تھا کہ وہ بالکل نارمل لوگوں کی طرح سب سے بے ہو کر نے لگے گا، سب میں گھل مل جائے گا، محبت کا اظہار کرنا بھی سیکھ جائے گا، کیونکہ جو لڑکی اس کی شریک سفر بنی تھی اس میں محبت کوٹ کوٹ کر بھری تھی، وہ جانتی تھی کہ زندگی سے خوبصورت اور رنگین پل کیسے چرانے ہیں، جو یقیناً اس جیسے پتھر کو موم کرنے بھی صلاحیت رکھتی تھی، مگر وہ تو بہت جلد تھک گئی تھی، ابھی تو روحان خان نے محبت کا پہلا سبق ہی پڑھنے کی کوشش کی تھی اور سامعہ نے اس کتاب کو بند کر کے پھینک دیا تھا۔

Scanned with CamScanner

''یہ چائے لے لیں۔'' آہستگی سے دروازہ کھول کر وہ اندر آئی تھی، اسی لئے اپنی سوچوں میں گم روحان اس کی آمد سے بے خبر رہا تھا، اپنی بے تحاشہ جلتی آنکھوں کو بمشکل کھول کر اس نے سائیڈ ٹیبل پہ دیکھا، جہاں چائے کے کپ کے ساتھ ٹیبلٹ پڑی تھی، وہ چائے رکھ کر پلٹ چکی تھی۔

''کیا چیز ہے یار یہ لڑکی بھی۔'' بے اختیار مسکراتے لب بھینچ کر وہ سوچ کر رہ گیا۔

☆☆☆

''بہت دن ہو گئے ہیں اب تو روحان اور سامہ کو گئے ہوئے۔'' دادی ماں نے تسبیح کرتے ہوئے با آواز بلند سوچا، پاس بیٹھی راشدہ چچی نے ہاتھ روک کر ان کی طرف دیکھا، مگر پھر کوئی بھی تبصرہ کیے بنا سر جھکا کر دوبارہ مٹر چھیلنے لگی تھیں، وہ جانتی تھیں ناں کہ سامہ ان سے سخت خفا ہے، نجانے اس لڑکی کے دماغ میں کون اس ایسا کیڑا کلبلا رہا تھا کہ وہ کسی کی بات ہی نہیں مانتی تھی، اب بھی پہلے روحان کے ساتھ جانے سے انکاری تھی جب انہوں نے سختی سے کہا تو مان تو گئی مگر اپنی خفگی کا اظہار بارہا کرتی رہی، پھر کچھ دن پہلے انہوں نے فون پہ اسے اپنے میڈیکل چیک اپ کا کہا تو بری طرح بھڑک اٹھی تھی۔

''کیا ہے امی، آپ لوگ مجھے جینے دیں گی یا پھر نہیں، کبھی کوئی نصیحت کرنے چلا آ رہا ہے اور کبھی کوئی مشورہ دے رہا ہے، میری بھی ذاتی زندگی ہے جس میں کسی کی بھی مداخلت مجھے ڈسٹرب کر دیتی ہے۔'' اس کا بدتمیز اور اکھڑ رویہ انہیں سوچنے پہ مجبور کر گیا کہ ان کی تربیت میں کہاں کمی رہ گئی ہے، حالانکہ وہ اتنی گستاخ کبھی نہیں رہی تھی، پھر کیا ہوا تھا ایسا کہ وہ دن بدن چڑچڑی اور بد مزاج ہوتی جا رہی تھی، وہ اس گھر میں رہتی تھیں، پھر ان کی بیٹی کیوں اتنی الجھی ہوئی اور بے سکون تھی، اپنی سوچوں میں وہ اس قدر گم تھیں کہ محسوس ہی نہ کر سکیں کہ کافی دیر سے دادی ماں کی نگاہوں کی زد میں ہیں۔

''کیا بات ہے چھوٹی بہو، مجھے تم کچھ پریشان سی لگ رہی ہو؟'' وہ دیکھ سکتی تھیں کہ کافی دیر سے مٹر کے چھلکے کو پکڑے بے خیالی میں بار بار چھیل رہی ہیں، ان کا اضطراب اور بے چینی ہر انداز سے مترشح تھی۔

''کچھ نہیں اماں۔'' گہری سانس بھر کر انہوں نے چھلکا ٹوکری میں پھینکا اور نظریں چراتی ہوئی مٹر اٹھا کر کچن کی طرف بڑھ گئیں، اماں نے کافی دیر تک ان کی پشت کو پرسوچ نگاہوں سے دیکھا، جانے کیا بات تھی جسے چھوٹی بہو ان سے چھپا رہی تھی حالانکہ آج تک ایسا ہوا تو نہیں تھا اور کریدنا ان کی عادت نہیں تھی، اسی لئے ٹھنڈی سانس بھر کر دوبارہ تسبیح کی طرف متوجہ ہو گئیں۔

☆☆☆

''سامہ کہاں ہے؟'' وہ آفس سے آیا تو کافی دیر تک لاؤنج میں اس کی آمد نہیں ہوئی، ورنہ جیسے ہی وہ آتا تو کچھ دیر کے بعد وہ اردگرد پھرتی نظر آ جاتی اگرچہ اس سے بے نیاز مگر اپنے کام میں مگن پھر رہی ہوتی، مگر آج وہ کہیں بھی نظر نہیں آئی تھی، اسی لئے چینج کرنے کے بعد اس نے کام کرتی حاجراں سے پوچھا۔

''ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے شاید بخار زیادہ ہو گیا ہے، اسی لئے صبح سے گیسٹ روم میں لیٹی ہوئی ہیں، میں نے تو کہا تھا کہ آپ کو فون کر دوں مگر وہ نہیں مانیں، اسی لئے۔'' بے تحاشا بولنے کی شوقین حاجراں تفصیل سے جواب دے رہی تھی اور اس کا سر دکھنے لگا تھا، اسی لئے اس کی

بات کے درمیان سے ہی سر ہلاتا ہوا کچن سے نکل آیا، سوپ میں چمچ چلاتی حاجراں بی بی دوبارہ گنگناہٹ میں مشغول ہوگئی، کیونکہ اگر کوئی سننے والا یا بات کرنے والا نہ ہوتا تو گنگنا کر وہ اپنے منہ کو چلائے رکھتی تھی۔

"اگر طبیعت زیادہ خراب ہوگئی تھی تو فون تو کروا سکتی تھیں ناں آپ، مر تو نہیں گیا تھا میں۔"

وہ اس پہ برس رہا تھا جو بخار کی شدت سے نڈھال سرخ چہرہ لئے پڑی تھی، روحان کا غصہ بتدریج بڑھنے لگا تھا، کیا تھا جو کل وہ اس کی بات مان کر ڈاکٹر کے پاس چلی جاتی تو اتنی بیماری تو نہ بڑھتی، مگر اسے تو عادت ہوگئی تھی روحان کو اور خود کو اذیت دینے کی۔

"کس قدر ضدی اور ہٹ دھرم ہوگئی ہے، شادی سے پہلے تو شاید ایسی نہ تھی، بلکہ شادی کے بعد بھی نہیں، اب ایسی ہوگئی ہے۔" اس پہ نظریں جمائے وہ سوچ رہا تھا، پھر گہرا سانس لے کر ڈاکٹر زاہد کو فون ملانے لگا۔

☆☆☆

الجھ نہ جائے طبیعت یہ ذکر رہنے دو
کسے ہے کس سے محبت یہ ذکر رہنے دو
عشق و محبت کے فسانے
تحمل نہ جائے حقیقت یہ ذکر رہنے دو
وہ میرے ہو کر بھی میرے نہ ہوئے طبیب
مجھے رہی کیا کیا نہ حسرت یہ ذکر رہنے دو

"اتنی بڑی بات ہوگئی اور تم لوگوں نے کسی کو بھی بتانا مناسب نہیں سمجھا۔" نیہاں نے تاسف سے اس کے جھکے سر کو دیکھا، وہ کیا جواب دیتا۔

"اسی لئے وہ اتنی الجھی ہوئی اور تم سے کھنچی کھنچی رہ رہی تھی اور ہم سمجھے کہ شاید وہ تمہارے مزاج کو صحیح سمجھ نہیں پائی، اسی لئے وہ اتنی خاموش ہوگئی ہے اور ہم سب لوگوں سے ناراض ہے۔" یہ ردا آپی تھیں، جو ہمیشہ دیر سے مگر کافی سوچنے کے بعد بولنے کی عادی تھیں، وہ دونوں آج صبح کی فلائٹ سے پہنچی تھیں، سامیہ کا بخار بگڑ گیا تھا، اسے ہاسپٹل میں ایڈمٹ کروانا پڑا تھا جہاں چار گھنٹے مسلسل بے ہوش رہنے کے بعد وہ آدھی رات کو ہوش میں آئی تھی مگر روحان کے ہوش صحیح معنوں میں اڑا گئی تھی، اسی لئے اس نے گھر فون کر کے کسی کو اپنے پاس آنے کے لئے کہا تھا، سامیہ کی خرابی طبیعت کا تو نہیں بتایا تھا کہ سب گھبرا جاتے، بس نیہاں سے ریکوسٹ کی تھی کہ کسی طرح صبح کی پہلی فلائٹ سے آجائے اور اب وہ سامنے بیٹھی تفتیش کر رہی تھیں، سامیہ دواؤں کے زیر اثر سو رہی تھیں اور روحان ان کی پیشی بھگت رہا تھا۔

"دیکھو روحان سنجیدگی بہت اچھی چیز ہے، مگر کسی معاملے میں کسی چیز کی زیادتی ہمیشہ معاملہ بگاڑ دیتی ہے تم سب سے گھلتے ملتے کم تھے، یہ ہم سمجھتے ہیں کہ تمہاری عادت ہے، مگر یہ بھی تو دیکھتے کہ سب تم سے محبت کرتے ہیں، تمہاری کیئر کرتے ہیں، تمہارے چہرے کی ہر شکن کو پڑھنا جانتے ہیں تمہارا کیا خیال ہے کہ تمہیں کوئی کچھ نہیں کہتا تو کیا تم سے لاپرواہ ہیں نہیں بلکہ تمہیں ٹائم دے رہے تھے کہ تم خود اس چیز کو محسوس کرو اور اپنے احساسات کو ہم سے شیئر کرو، مگر تم نے تو کیا، سامیہ تک نے خود کو ہم سب سے الگ کر لیا، اتنا بڑا حادثہ ہوگیا اور ہم سب سے چھپا گئے۔"

نیہاں کو صحیح معنوں میں بے پناہ دکھ ہوا تھا اسی لئے مسلسل بولتے ہوئے اس کی آواز آخر میں رندھ گئی۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے آپی۔" وہ ان کے آنسوؤں سے بوکھلا گیا تھا۔

"میں سمجھا کہ شاید سامیہ اس کا ذکر آپ سے

Scanned with CamScanner

لرچلی ہے، آئی واز فیلنگ گلٹ اسی لئے۔" وہ چپ ہوگیا، ردا نے خاموش نظروں سے نیہاں کی طرف دیکھا، وہ بھی اس کی طرف متوجہ تھی، اس کی نگاہوں کا مفہوم بھانپ گئی، مگر ظاہر ہے اتنی "کھلی بات" وہ روحان سے نہیں پوچھ سکتی تھی اس لئے انہیں سامیہ کے اٹھنے کا انتظار کرنا تھا، اسی لئے گہرا سانس لے کر اٹھ کھڑی ہوئیں، ابھی انہیں گھر جا کر پرہیزی کھانا بنا کر لانا تھا اور روحان کا بھی انہیں معلوم تھا کہ یقیناً اس نے صبح سے کچھ نہیں کھایا ہوگا، کیونکہ ہوٹل وغیرہ کے کھانے اسے کبھی بھی پسند نہیں رہے تھے، اتنا عرصہ بھی جب تک وہ اکیلا باہر رہا تھا تو ان کا پرانا ملازم ہی اس کے ہمراہ رہا تھا جو بیک وقت خانساماں اور چوکیدار کے فرائض انجام دیتا تھا۔

"چلو روحان مجھے گھر چھوڑ کر آؤ۔" انہوں نے سپاٹ انداز میں کہا تو وہ اپنی سوچوں سے چونک کر ان کی طرف متوجہ ہوا۔

"چلیں۔" یک لفظی جملہ ادا کر کے وہ باہر نکل گیا تو وہ بھی اس کے پیچھے چل دی۔

☆☆☆

"پلیز آپی اور نہیں۔" وہ برا سا منہ بنا کر پیالہ پرے کر گئی۔

"اسے ختم کرو۔" ردا نے تحکم سے کہا۔

"پہلے ہی اپنی صحت اتنی برباد کر چکی ہو اور کتنا ستانا چاہتی ہو۔" اور وہ چونک گئی ان کے انداز اور لہجہ پہ، ان کے چہرے پہ تاسف اور ناراضگی کی گہری چھاپ تھی۔

"سامیہ! جلدی سے اسے کھاؤ، پھر مجھے تم سے کچھ ڈسکس کرنا ہے۔" نیہاں کو کچھ زیادہ ہی جلدی تھی۔

"نیہاں آج ڈاکٹر چھٹی دے دیں گے، میرا خیال ہے کہ گھر جا کر ہی بات کی جائے تو زیادہ بہتر ہے اور ویسے بھی روحان کو اچانک آفس کال پہ جانا پڑا ہے، اس کا موجود ہونا بھی ضروری ہے۔" ردا نے خاصی سنجیدگی سے کہا، سامیہ حیرت سے ان کی نافہم گفتگو سن رہی تھی اور ان دونوں کے روکھے اور اکھڑے لہجے اسے کچھ پوچھنے کی ہمت نہیں دلا رہے تھے، اس لئے خاموش رہنا ہی مناسب لگ رہا تھا، اسی وقت دروازہ ناک کر کے ڈاکٹر اندر داخل ہوا۔

"کیسی طبیعت ہے اب آپ کی؟" سامیہ کی نبض چیک کرتے ہوئے وہ پوچھ رہا تھا۔

"بہت بہتر ہے۔"

"ہوں مجھے بھی لگ رہا ہے، آپ کافی بہترین کل سے، شام تک انشاء اللہ آپ کو ڈسچارج کر دیا جائے گا۔" ساتھ کھڑی نرس سے فائل لے کر اس پہ دوائیاں لکھتے ہوئے وہ پروفیشنلی مسکراہٹ اور نرمی سے کہہ رہا تھا۔

"آپ کو بہت کیئر کرنا ہوگی ان کی، ان کا نمونیا مکمل بگڑ چکا تھا، تھوڑی سی مزید دیر ہو جاتی تو خدانخواستہ ان کی جان بھی جا سکتی تھی۔" وہ ردا اور نیہاں کو بتا رہا تھا، جنہوں نے دہل کر سامیہ کی طرف دیکھا۔

"یہ لڑکی تو......گھر جا کر اس کی طبیعت صاف کروں گی۔" دونوں کی انفرادی سوچ یکساں اور جارحانہ تھی۔

"بی کیئر فل مسز روحان۔" ڈاکٹر تو کہہ کر جا چکا تھا اور وہ ان دونوں کے خطرناک تیوروں کی زد میں تھی، شام میں روحان آیا تو وہ سب سامان اکٹھا کر کے تیار تھیں، زردسی سامیہ لائٹ گرین سوٹ میں بہت پژمردہ اور کملائی ہوئی تھی، روحان نے تاسف سے اس کے مرجھائے ہوئے چہرے کی طرف دیکھا، پھر ردا کی طرف متوجہ ہو گیا جو اسے ڈاکٹر کی ہدایات بتا رہی تھیں۔

Scanned with CamScanner

"میں ڈسچارج شیٹ بنوا کر آتا ہوں۔" ان سے کہہ کر وہ باہر نکل گیا۔

"آؤ میں پکڑتا ہوں۔" جونہی سامہ بیڈ سے اترنے لگی تو چکر سا آ گیا، چونکہ ردا اور نیہاں باہر نکل چکی تھیں، اس لئے روحان کو آگے بڑھ کر اسے سہارا دینا پڑا، جیسے بیدردی سے ٹھکرا دیا گیا۔

"اپنی فضول سی ضد اور ہٹ دھرمی سے تم پہلے ہی بہت کچھ گنوا چکی ہو، مزید اور کیا کرنا چاہتی ہو۔" اسے طعنے دینے کی عادت نہیں تھی مگر سامہ کے رویہ پہ وہ اپنی کھولن کو دبا نہیں سکا، جواباً اس کی سلگتی نظروں سے اسے چپ کروا دیا، ردا نے مڑ کر دیکھا جو ایک دوسرے سے یکسر اجنبی بنے خاصے فاصلے پہ اپنی سوچوں میں گم چلے آ رہے تھے۔

"کتنے احمق اور فضول میاں بیوی ہیں ایمان سے۔" وہ سلگ کر نیہاں سے سرگوشیانہ بولی جو خود بھی اپنی جگہ پہ سلگی اور جلی بیٹھی تھی اس لئے مزید کسی تبصرہ کے بغیر گاڑی میں بیٹھ گئی۔

☆☆☆

"سامہ! بابا جان نے کہا تھا کہ تم لوگ اس ہفتہ گھر آ جاؤ کیونکہ یحییٰ اور زوباریہ کی شادی کی تاریخ طے کرنا ہے، اگر تم لوگوں کا پروگرام ہو تو ہم دونوں بھی ساتھ چلتے ہیں، ورنہ ہماری کل کی سیٹیں کنفرم کروا دو۔" ردا نے اطلاع دے کر سوالیہ انداز سے روحان کی طرف دیکھا۔

"میرا جانا تو مشکل ہے، آج کل میرا شیڈول خاصا ٹف ہے، اس لئے چھٹی نہیں لے سکتا، سامہ کو اگر جانا ہو تو آپ کے ساتھ اس کی بھی سیٹ کروا دیتا ہوں۔" چینل سرچنگ میں مصروف روحان کے صفا چٹ جواب پہ نیہاں نے طیش سے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے ریموٹ کھینچ لیا۔

"تمہارا ہر ایونٹ پہ غیر حاضر ہونا لازم ہو چکا ہے روحان، اتنے فاصلے مت پیدا کرو کہ اگر پلٹنا چاہو تو وقت تمہارے ہاتھ سے نکل چکا ہو۔" سامہ نا سمجھی سے ان لوگوں کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"یہ رشتے ناطے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں نبھانے کے لئے پیدا کیے ہیں، اگر ہم ان سے تعلق توڑنا بھی چاہیں تو سوائے تنہائی اور پچھتاؤں کے کچھ نہیں ملتا اور انسان کی فطرت ہے کہ وہ تنہا نہیں رہ سکتا، تم اتنا عرصہ ہم لوگوں سے دور رہے ہو تو اس کا انجام کچھ حد تک دیکھ رہے ہو اور اللہ نہ کرے کہ کوئی مزید پریشانی تمہارا مقدر بنے۔" نیہاں فل فارم میں تھی، ردا کا جی چاہا کہ اٹھ کر نیہاں کا منہ چوم لے، مگر اپنے جذبات کو فی الحال قابو رکھنا ضروری تھا، اس لئے غائبانہ داد سے نواز کر سامہ کی طرف متوجہ ہوئی، جو مضطرب سی ناخن چبا رہی تھی۔

"اور تم سامہ۔" نیہاں نے اب اپنا رخ سامہ کی طرف موڑا۔

"تم اتنی سمجھدار اور بڑی کب سے ہو گئیں کہ اپنی باتیں تک ہم سے چھپانے لگیں۔" سامہ نے شپٹا کر پہلے نیہاں اور پھر ردا کی طرف دیکھا جو لاعلمی سے کندھے اچکا گئی تھی۔

"ہمیں روحان تمہارے ساتھ ہونے والے حادثہ کے متعلق بتا چکا ہے۔" نیہاں کا جتاتا ہوا لہجہ اسے سن کر گیا، روحان حسب عادت سر جھکائے کسی گہری سوچ میں غرق تھا۔

"میں نے بھلا چھپا کر کیا کرنا ہے بس......" گہرا سانس لے کر وہ دوبارہ سے خود کو سنبھالنے لگی تھی، آنکھوں میں آنسوؤں نے اپنی جگہ بنانا شروع کر دی تھی، ذہن پہ چھائی ہوئی کثافت مزید گہری ہونے لگی تھی، روحان نے

Scanned with CamScanner

چونک کر افسردہ لہجہ سنا تھا، آج کتنے عرصہ کے بعد وہ یوں کھل کر اپنے جذبات کا اظہار کر رہی تھی، ورنہ تو اس کے اوپر سرد مہری اور برفیلے تاثرات نے مستقل اپنے ٹھکانے بنا لئے تھے، ردا نے اس کے پاس بیٹھ کر اس کے ہاتھ تھام لئے، نیہاں بھی دکھ سے اسے دیکھنے گئی۔

''آج اگر وہ ہوتا تو زندگی شاید یوں نہ ہوتی۔''

''اونہوں ایسے نہیں کہتے زندگی ابھی بھی بہت اچھی اور سہل ہے، بس یہ تمہاری سوچیں ہیں جنہوں نے اسے کٹھن بنا دیا ہے۔'' نیہاں نے اسے ٹوک دیا تو وہ ایکدم چپ ہو کر اپنے ہاتھوں کو گھورنے لگی تھی۔

''روحان قصوروار ضرور ہے مگر تم اسے مجرم تو نہیں کہہ سکتی ناں، شاید کاتب تقدیر نے ایسے ہونا ہی لکھا تھا، پھر میں یا تم کیسے کسی فرد پہ Allegation لگا سکتے ہیں۔'' سامہ نے بنا کسی تاثر کے سر اٹھا کر ایک بار پھر روحان کی طرف دیکھا اور وہ اس کی نگاہوں کا مفہوم پا کر ایک بار پھر بکھر سا گیا، گزرے ہوئے پل جو کہ ہرگز بھی اتنے خوشگوار نہ تھے کہ انہیں یاد رکھا جاتا اس کی نظروں کے سامنے گھوم گئے۔

☆☆☆

''یہ کیسے ہوا؟'' اس سوال پہ مسکراتے ہوئے چہرے پہ تاریک سایہ لہرا گیا۔

''آپ کو خوشی نہیں ہوئی؟'' وہ ایکدم زرد پڑ گئی تھی۔

''کیا مجھے خوش ہونا چاہیے تھا؟'' سوال کے جواب میں ایک اور سوال تھا اور وہ تو اس کے لہجہ کی سختی اور سرد مہری پہ مرجھا کر رہ گئی، اس نے تو سنا تھا کہ یہ ایسی خبر ہوتی ہے جو بڑے سے بڑے اور سخت سے سخت دل والے کو بھی موم بنا دیتی ہے، پھر یہ کیسا شخص تھا اور کیسے ری ایکٹ کر رہا تھا، وہ الجھ سی گئی۔

''مجھے ایسی کسی خرافات کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی تم اس میں پڑو۔'' وہ جو کچھ وضاحت دینا چاہتی تھی، اس جملہ پہ ساکت رہ گئی، ابھی تو وہ مکمل طور پہ خوشی کا اظہار بھی نہیں کر پائی تھی اور کسی سے بھی ڈسکس نہیں کیا تھا کہ سب سے پہلے ڈاکٹر کی شرارتی نصیحت پہ عمل کیا تھا جو کہہ رہی تھی کہ ''میاں کو بتانا پہلے، دیکھنا وہ کتنا خوش ہو گا'' اور یہاں خوشی تو کیا آئی تھی چہرے پہ چٹانوں سی سختی اور کھردرا پن آ گیا تھا۔

''روحان یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔'' کافی دیر کے بعد بولنے کے قابل ہوئی تو صرف یہی کہہ سکی، جبکہ دوسری طرف لاتعلقی اور بے نیازی عروج پہ تھی۔

''جو میں نے کہنا تھا کہہ دیا اور میرا خیال ہے کہ تم اچھی طرح جان بھی گئی ہو، اب ان پڑھ بیویوں والے سوالوں جوابوں میں وقت ضائع مت کرو اور جو کہا ہے صبح جا کر ڈاکٹر سے ڈسکس کر کے چھٹکارا پاؤ۔'' وہ ایسے بات کر رہا تھا جیسے اپنے کسی ماتحت کو کسی جگہ پہ چھاپہ مارنے کے لئے حکم دے رہا ہو، لہجہ ہر طرح کی نرمی اور حلاوت سے خالی تھا، سامہ نے منہ پہ ہاتھ رکھ کر اپنی سسکی کو بے اختیار روکا، کیسا شخص تھا جو اپنی اولاد کے لئے چھٹکارا جیسا لفظ استعمال کر رہا تھا، وہ بچہ جو ابھی دنیا میں آیا بھی نہ تھا اور اس کی نفرت کا شکار ہو رہا تھا، وہ کیسے یہ سب بتاتی اور کیسے اس سے بحث کرتی جو اس کے مزید کچھ کہنے سے پہلے ہاتھ اٹھا کر اسے فقط ''بس'' کہہ کر باہر نکل گیا تھا، سامہ نے اپنے اندر سے اٹھتے طیش اور دکھ کے جذبات کو آنسوؤں کی صورت میں بہنے دیا اور نڈھال سی سر پکڑ کر بیڈ پہ بیٹھ گئی، آنے

Scanned with CamScanner

والے دنوں نے روحان کی بیزاری اور تلخی کو مزید بڑھا دیا، کچھ دن تک تو وہ فقط سوالیہ سرد نظروں سے اسے دیکھتے رہا اور وہ ان خاموش نگاہوں کا مفہوم سمجھتے ہوئے بھی انجان بنی رہی، سامیہ کا خفا اور انجان رویہ روحان کو طیش دلا گیا، عجیب لڑکی تھی بجائے اس کی بات ماننے کے اس سے مقابلہ پہ اتر آئی تھی، اپنی زندگی میں اس نے ہوش سنبھالنے کے بعد اپنی ہر بات کے جواب میں یس سنا تھا، اب سامیہ کے رویہ پہ وہ جھنجھلا سا گیا تھا، آخر کار ایک دن وہ پھٹ ہی پڑا۔

''میں نے تم سے جو کہا تھا تم نے وہ کیا؟''
اور وہ جو لاتعلق سی نظر آنے کی کوشش میں ادھر ادھر ہاتھ مار کر کمرے کی سمیٹی ہوئی چیزوں کو مزید سمیٹ رہی تھی، اس جواب طلبی پہ چونک گئی۔

''میں اس کی ضرورت نہیں سمجھتی اور ویسے بھی ایسا گناہ......''

''پہلے کتنے ثواب زندگی میں کما چکی ہو جو گناہوں کے حساب کتاب میں الجھ گئیں۔'' وہ اس کی بات کاٹ کر طنزیہ بولا، سامیہ نے لب بھینچ کر خود کو سخت بات کہنے سے بمشکل روکا، روحان کا رویہ ظاہر کرتا تھا کہ وہ ہٹ دھرمی کی حد تک پہنچ چکا ہے اور اپنی بات ہر حال میں منوا کر ہی دم لے گا اور اس کی یہی انتہا سامیہ کو دکھ بھری اذیت میں مبتلا کر رہی تھی اور اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ یہ انتہائی ذاتی مسئلہ وہ کس سے شیئر کرے، ہر صورت میں اس کی اپنی ہتک اور عزت نفس پہ تازیانہ تھا کہ اس کا شوہر اپنی جائز اولاد کو ہی دنیا میں آنے سے پہلے ختم کرنا چاہتا تھا، وہ تو اپنی ماں تک کو ابھی تک خوشخبری کا نہیں بتا پائی تھی اوپر سے روحان کا شوشا، اور سامیہ کی خاموشی روحان کے غصہ کے گراف کو مزید بڑھا رہا تھا۔

''تم کیا سمجھتی ہو کہ اس طرح کر کے تم اپنے ارادے میں کامیاب ہو جاؤ گی، تو یہ تمہاری بھول ہے، تم تیار ہو جاؤ ہم آج ہی ڈاکٹر کے پاس جائیں گے۔'' اس کا حتمی انداز اور اٹل لہجہ ایک لمحہ کے لئے سامیہ کو سہما سا گیا، مگر اگلے ہی پل اپنے وجود میں پلتے ہوئے ننھے وجود نے اسے مضبوط بنا دیا۔

''کیوں جاؤں میں، میں نے کوئی گناہ نہیں کیا کہ اپنی جائز اولاد کو مار ڈالوں، کیوں ظلم کرنا چاہتے ہو تم اور یہ تمہاری بھی بھول ہے کہ میں تمہیں اس ناپاک اور مذموم ارادہ میں کامیاب ہونے دوں گی۔'' وہ ہسٹریک ہونے لگی تھی، جواباً روحان کی استہزائیہ مسکراہٹ نے اس کا ڈھیروں خون جلا دیا، یا اللہ یہ کیسا نفسیاتی مریض اس کا نصیب بنا تھا کہ جس کی زندگی کا ہر نیا باب اک نئی الجھن لئے ہوا تھا اور وہ جھکنے لگی تھی اس ڈور کو سلجھاتے ہوئے۔

''میں کل ہی بابا جان کی طرف چلی جاؤں گی۔''

''جو میں نے کہا ہے اسے کرنے کے بعد جہاں مرضی چلی جانا، اس سے پہلے نہیں۔'' انگلی اٹھا کر وارننگ کے انداز میں بولا۔

''پھر مرغے کی ایک ٹانگ، مجھے اپنے اس حکم کی وجہ بتاؤ پہلے۔'' وہ جھنجھلا کر آپ جیسے القابات کو بھول گئی تھی اس سے، اس نے جانچتی نظروں سے اس کا جائزہ لیا اور وہ ان گہری نظروں پہ اپنے آپ میں سمٹ سی گئی، غیر محسوس انداز میں دوپٹہ اپنے گرد لپیٹ لیا، اس کے حجاب آلود جھینپے انداز پہ وہ باوجود ٹینشن سے مسکرا دیا، لیکن جلد ہی اپنے تاثرات نارمل کر کے اصل مسئلہ کی طرف آ گیا۔

''وجہ بتانے کا میں پابند نہیں ہوں تمہیں

Scanned with CamScanner

صرف اس سے مطلب ہونا چاہیے کہ تمہارے شوہر نے تمہیں جو کہا ہے اس پہ عمل کرو۔'' اور وہ دکھ سے اسے دیکھتی چلی گئی وہ اسے آج تک سمجھ نہیں پائی تھی، پرت در پرت اس کے اتنے روپ سامنے آرہے تھے کہ وہ حیران اور پریشان ہی تھی، حالانکہ اس کا اور روحان کا ساتھ شادی کے بعد کا نہیں تھا صرف، وہ اسے بچپن سے دیکھتی آ رہی تھی، اس کے مزاج کی گرمی سردی سے بھی واقف تھی، اس کے تنہا بیزار اور خاموش رویہ کو وہ سب کزنز اس کی عادت خیال کر کے محتاط رہتے تھے مگر وہ اندر سے کتنا الجھا ہوا اور سائیکی کیس بن چکا تھا یہ جاننے کی کسی نے بھی ضرورت محسوس نہیں کی تھی، سامہ کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ دھاڑیں مار مار کر روئے، آخر اسے ہی ایسا شخص ملنا تھا، جس کی شاندار اور بارعب شخصیت کو دیکھ کر اس کی دوستیں کتنا رشک کر رہی تھیں شادی کے دن اور آج اگر اس کی اصلیت اور شخصیت کا اندرونی روپ کوئی دیکھ لے تو، اس سے آگے اس کی سوچ ٹھٹھرا کر رہ گئی، کیا وہ کسی کو بتا پائے گی کہ وہ کیسا مطالبہ اس سے کر رہا ہے، کتنا مشکل اور کڑا وقت ہوتا ہے ایک شادی شدہ لڑکی پہ جب اس کے کندھوں پہ ایسا نادیدہ بوجھ آن پڑتا ہے، روحان بڑے غور سے اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو دیکھ رہا تھا۔

''دیکھو اس میں کوئی نقصان نہیں ہوگا تمہارا، میں گارنٹی دیتا ہوں کہ کسی اچھے اور قابل اسپیشلسٹ سے مشورہ کر کے ہی اگلا قدم اٹھائیں گے۔'' وہ اس کے قریب بیٹھ کر قدرے نرمی سے سمجھانے لگا تھا۔

''روحان صاحب کوئی بھی باضمیر اور اچھا ڈاکٹر آپ کو ایسا مشورہ کبھی نہیں دے گا اور میں کروں کیوں ایسا، کیوں ظلم کرنا چاہتے ہیں آپ، میں ماں بننا چاہتی ہوں، مجھ سے یہ ڈیمانڈ مت کریں پلیز۔''

پہلے سختی سے اور پھر ایکدم التجائیہ انداز سے اس کے ہاتھ تھام کر وہ تقریباً رو دی تھی، روحان نے اس کے ہاتھ جھٹکے اور مضطرب سا اٹھ کھڑا ہوا۔

''تم سمجھتی کیوں نہیں ہو سامہ، مجھے کسی بھی صورت زندگی میں کہیں بھی بچے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔''

''تو پھر شادی ہی نہ کرتے۔'' عام حالات میں وہ کبھی بھی اتنی کھلی گفتگو نہ کرتی مگر حالات اس موڑ پہ آ گئے تھے کہ اسے خود سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اپنا مقدمہ کس طرح لڑے۔

''شادی ہونی تھی ہو گئی، اس بات کو چھوڑو، میں آگے کی بات کر رہا ہوں تم اس مسئلہ کو نپٹاؤ۔'' وہ دانستہ یہ ذکر گول کر گیا کہ کتنی دعاؤں کے بعد وہ اسے پا سکا تھا، نجانے کب کی دل میں دبی ہوئی خواہش تھی جس کو زبان کا روپ دے کر بابا جان نے زندگی میں پہلی دفعہ اسے دلی خوشی عطا کی تھی، ورنہ تو وہ ہر اس معاملے اور خواہش کے برعکس فیصلہ کرتے تھے جس کی آرزو روحان کو ہوتی تھی، وہ آج تک نہیں سمجھ سکا تھا کہ وہ اتنے سخت گیر باپ کیوں تھے اور وہ بھی روحان کے لئے صرف، ورنہ رحمہ تو ان کی لاڈلی اور بے حد عزیز بیٹی تھی جس کی زبان سے نکلنے سے پہلے ہی اس کی ہر خواہش پوری کر دی جاتی تھی، اسی لئے اللہ کے کرم اور بابا کے فیصلے پہ وہ جتنا بھی شکر ادا کرتا کم تھا اور سامہ کہہ رہی تھی کہ ''شادی ہی نہ کرتے'' بے وقوف لڑکی اس کی شدتوں اور محبتوں سے واقف ہو جاتی تو کبھی نہ کہتی یہ سب۔

اس نے اپنا ماتھا رگڑا، وہ کیسے اسے بتائے کہ وہ اسے کھونا نہیں چاہتا، وہ نہیں چاہتا کہ ایک

Scanned with CamScanner

اور ''روحان'' اس دنیا میں آئے، ماں کی کمی قدم قدم پہ اس کی زندگی کو تلخیوں سے بھر گئی تھی اور اگر سامہ کو کچھ ہو گیا تو...... اس سے آگے کی سوچ اسے فریز کر دیتی تھی، اپنی یہ سوچ اور خیالات وہ اس سے شیئر نہیں کر سکتا تھا، دیکھا جاتا تو یہ معمولی سی نفسیاتی گرہ تھی جسے ڈسکس کر کے سولو کیا جا سکتا تھا، مگر اپنی یہ کمزوری وہ کسی پہ بھی ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا، سامہ اس کی خاموشی سے اکتا کر اٹھ کھڑی ہوئی، مگر ایکدم چکر آیا تو دوبارہ بیٹھ گئی آج کل اسے وقفے وقفے سے یونہی چکر آتے تھے، ڈاکٹر نے مکمل بیڈ ریسٹ اور خوراک کا خیال رکھنے کی سختی سے تلقین کی تھی، مگر وہ تو روحان کی ضد پہ اتنی خوفزدہ اور الجھی ہوئی تھی کہ خرابی طبیعت کا ذکر تک اس سے نہیں کر سکتی تھی، کیا پتا وہ سر پھر اسی بات کو بنیاد بنا کر اپنی منوا لیتا۔

''کیا ہوا؟ تم ٹھیک تو ہو۔'' روحان کا فون آ گیا تھا مگر بات کرتے ہوئے وہ اس کی حالت دیکھ چکا تھا اسی لئے کال مختصر کر کے وہ فوراً اس کی طرف لپکا، سامہ نفی میں سر ہلا کر اٹھ کر باہر آ گئی تھی، آنسوؤں نے آج کل ویسے بھی آنکھوں میں مستقل بسیرا کر لیا تھا۔

ایک بے جا ضد نے اس گھر کے دونوں نفوس کو انتہائی مشکل دوراہے پہ لا کھڑا کیا تھا۔

☆☆☆

''یہ ٹارگٹ کلنگ، روزانہ کی ہڑتالیں، فائرنگ اور پر تشدد واقعات، آخر کب تک ایسا چلے گا، جو لوگ ایسا کر رہے ہیں سب جانتے ہیں کہ کون ہیں، مگر آگے بڑھ کر ان کا ہاتھ پکڑنے کی جرأت کسی میں نہیں ہے اور ہمارا ڈیپارٹمنٹ جسے لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کا ذمہ سپرد کیا گیا ہے وہی خاموشی سے ہر روز ہونے والے خون سے کھیلے جانے والا تماشا دیکھتا ہے، آخر کیوں ہاتھ بندھے ہیں ہمارے، کیوں سخت ری ایکشن نہیں لیا جا رہا ہے اس کے خلاف۔'' مسلسل بولنے سے اس کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا، جمال خان نے بغور اسے دیکھا اور نرمی سے مسکرا دیئے، لیکن یہ مسکراہٹ ایسی تھی کہ جس میں بے بسی، دکھ اور آنسوؤں کی آمیزش تھی جو دیکھنے والے کو رلا دیتی ہے، یہ مجبوریاں اور بظاہر آزاد مگر بندھے ہوئے ہاتھ کیسے جھنجلاہٹ میں مبتلا کرتے ہیں وہ کیسے اور کس سے اظہار کریں ان کے سامنے بیٹھا یہ قابل اور ذہین ترین آفسر روحان جس ٹینشن اور اذیت کا شکار ہو رہا تھا پولیس ڈیپارٹمنٹ کا ہر دیانتدار اور محب وطن سپاہی ایسے ہی احساسات رکھتا تھا۔

''دیکھو روحان! یہ مشکل وقت جو ہم پہ پڑا ہے اس سے جوش سے نہیں ہوش میں رہ کر نکلنا ہے ہمیں، ہمارا دشمن ہمیں یونہی الجھا کر اپنے مقصد میں کامیاب ہونا چاہتا ہے لیکن میں جانتا ہوں اگر ہم باقاعدہ ایک اسٹریٹجی اپنائیں اور اپنے اپنے علاقے کی صحیح طور پہ نگرانی کریں تو کوئی مشکل نہیں ہے کہ ان چھپے ہوئے مکروہ ہاتھوں کو پکڑ نہ سکیں۔''

''تو سر آخر کون قدم آگے بڑھائے گا، یوں ہاتھ پہ ہاتھ دھر کر ہم کب تک اپنے ہی لوگوں کو اپنی نظروں کے سامنے کٹتے، مرتے ہوئے دیکھتے رہیں گے آج کل تو انسانی جان اتنی ارزاں ہو گئی ہے ہمارے ملک میں کہ جانوروں کا ریٹ زیادہ ہوگا اس سے مارکیٹ میں۔'' وہ بے انتہا تلخ ہو رہا تھا اور اس کی یہ تلخی بلا جواز نہیں تھی پچھلے دو ماہ سے وہ جس گروہ کے خلاف ثبوت اکٹھے کر رہا تھا دن رات کی اس کی محنت کو اوپر سے آئے ہوئے ایک ٹیلی فون نے برباد کر دیا تھا اور اسے ایکشن لینے سے روک دیا گیا تھا، وہ اس آرڈر پہ اتنا دلبرداشتہ

Scanned with CamScanner

ہو رہا تھا کہ اپنی بھڑاس جمال خان کے سامنے نکالنے سے خود کو نہیں روک پایا، آئی جی جمال خان خود بھی اس بات پہ خاصے مضطرب ہو گئے تھے مگر پھر وہی بات کہ نادیدہ مجبوریاں ان کے ہونٹوں پہ چپ کا قفل لگائے دے رہی تھیں۔

''یہ ملک کتنی کوششوں اور قربانیوں کے نتیجہ میں معرض وجود میں آیا ہے، اگر ہمارے پاس قائداعظم جیسا باصلاحیت نڈر اور باہمت لیڈر نہ ہوتا تو شاید ایک ٹکڑا زمین کا بھی حاصل نہ کر پاتے، اللہ تعالیٰ کی مدد اور سب کی بے لوث جدوجہد نے اس ناممکن کو ممکن بنا دیا، مگر آج ہم اپنے ہی ہاتھوں سے اس انمول خزانے کو غیروں کے حوالے کر رہے ہیں کیوں، اس لئے ناں کہ ہماری لیڈر شپ کمزور ہو گئی ہے، ہمارے لوگ ایماندار اور محنتی نہیں رہے، ہم جب سب کچھ جانتے ہیں حتیٰ کہ اس ملک کا ایک ایک بچہ تک اس حقیقت سے واقف ہوگا کہ کس کی وجہ سے اس ملک میں تباہی اور ہنگامے ہو رہے ہیں تب بھی ہم خاموش ہیں، کون بنے گا قائداعظم کا جانشین کون سنبھالے گا اقبال کے پاکستان کو، ہم میں سے ہی کسی کو آگے بڑھنا ہوگا، کسی دباؤ اور امداد کے لالچ کو قبول نہ کرتے ہوئے ہمیں اپنی اور اس دھرتی کی سالمیت کو بچانا ہے اور یہ باتیں صرف باتیں ہی نہ رہیں بلکہ عمل بنیں اور مجھے پوری امید ہے سر، کہ اگر ہماری نوجوان نسل کا کوئی نمائندہ آگے بڑھ کر یہ ذمہ داری اٹھائے تو وہ وقت دور نہیں جب روشنیوں کا شہر پھر سے آباد ہوگا، ہمارا بلوچستان پھر سے پر رونق اور مہمان نواز بن جائے گا۔'' وہ بولتے بولتے جیسے ہانپنے لگا تھا اور جمال خان نے اپنی ہی نظر اس نڈر اور بے باک لڑکے کو نہ لگ جائے اس ڈر سے اس پہ سے نگاہ ہٹا لی، ورنہ دل چاہ رہا تھا کہ اپنی ہی جوانی کی تصویر کی صورت میں بیٹھے ہوئے روحان خان کا منہ چوم کر اسے ہر صورت آپریشن کو جاری رکھنے کا حکم دے دیں۔

''کام ڈاؤن ینگ مین، آئی ول ڈو مائی بیسٹ۔'' انہوں نے باقاعدہ اپنی نشست سے اٹھ کر اس کا شانہ تھپتھپایا اور وہ جو انہیں اٹھتے دیکھ کر خود بھی اپنی سیٹ چھوڑ کر کھڑا ہو گیا تھا، ان کی تسلی پہ محض انہیں دیکھ کر رہ گیا، جانتا تھا ناں کہ نہ تو یہ زندگی کوئی فلم ہے اور نہ ہی وہ کوئی فلمی ہیرو کہ سب مصلحتوں اور حد بندیوں کو پس پشت ڈال کر ایکشن اور مار دھاڑ کر کے سارے مناظر کو یکدم پرفیکٹ کر دیتا، اسی لئے محض ہلکی سی سر کی جنبش دے کر انہیں سیلوٹ کیا اور باہر نکل گیا۔

وہ گھر میں داخل ہوا تو آج کی ذہنی ٹینشن، غصہ اور بے بسی ابھی تک اس کے اعصاب کو تھکائے ہوئے تھی، اسی لئے بنا ادھر اُدھر دیکھے سیدھا اپنے کمرے کی طرف بڑھا، مگر سامنے کے منظر نے اسے جیسے جلتے توے پہ بٹھا دیا، سامعہ اپنے اردگرد چھوٹے چھوٹے سے کھلونے اور ریڈی میڈ بے بی سوٹ بکھرائے دھیمی سی مسکراہٹ کے ساتھ انہیں وارڈ روب میں سکینہ سے سیٹ کروا رہی تھی، اپنی اتنی دنوں کی محنت اور سخت قسم کی ذہنی اور جسمانی ٹینشن میں مگن ہو کر وہ اپنا مطالبہ اور اس کا رزلٹ تو بھول ہی چکا تھا، گزشتہ چار راتوں سے تو وہ ویسے ہی گھر سے باہر رہا تھا اور اب واپس آنے پہ بھی ناپسندیدہ مناظر دیکھنے پڑ رہے تھے۔

''یہ کیا ہو رہا ہے؟'' خود پہ بے انتہا ضبط کرنے کے باوجود اس کا بھاری لہجہ کافی سخت ہو گیا تھا اسی لئے سکینہ اور سامعہ دونوں نے ہی چونک کر اسے دیکھا، ملازمہ کو باہر جانے کا اشارہ کر کے سامعہ جلدی سے چیزیں الماری میں پھینکنے

Scanned with CamScanner

کے انداز میں رکھ کر اس کی طرف بڑھی، بڑھی ہوئی شیو، سرخ آنکھوں اور بکھرے ہوئے بالوں میں کافی تھکا ہوا اور پژمردہ دکھائی دے رہا تھا، وہ آج اسے پورے چار دن کے بعد دیکھ رہی تھی اور دل لاکھ روحان سے خفا ہونا چاہتا تھا مگر اس کی ایک ہی جھلک ساری خفگی اور غصہ نجانے کہاں سلا دیتی تھی، پتا نہیں یہ محبت اسے کتنا خوار کرے گی جو اس ظالم کو ہر صورت پلس پوائنٹ ہی دیتا تھا یہ دل، وہ آنکھوں میں ڈھیروں نرمی، محبت سموئے بنا کچھ کہے اسے دیکھے جا رہی تھی، روحان اس کی دیوانگی پہ جز بز سا کھڑا رہ گیا، کیا تھی یہ لڑکی بھی، پاگل دیوانی سی محبت کی حدوں کو چھوتی ہوئی، وہ تو اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہ تھا، حالانکہ وہ بھی اس راہ کا مسافر تھا، مگر اک اظہار کی کمی نے اسے کتنا پیچھا چھوڑ دیا تھا اس سے اور محبت تو لمحہ لمحہ اظہار کی محتاج ہوتی ہے، اسی سے تو اس میں نکھار اور روپ آتا ہے، جیسے مرجھائے ہوئے پودے، پتے شبنم کے قطروں سے چمک اٹھتے ہیں جیسے پھول سورج کی پہلی کرن پہ مسکرا اٹھتا ہے، اسی طرح محبت میں جذبات، احساسات کو بیان کرنا، اسے دوام بخشتا ہے، لیکن وہی بات کہ اک معمولی سی کمی نے اس کی کامیاب شخصیت کو گرہن سا لگا دیا تھا۔

''کیا حال ہے؟'' آخر کچھ تو کہنا تھا اس خاموشی کو توڑنے کے لئے، اسی لئے ایک اور سوال داغ دیا، سامہ نے ہولے سے سر اثبات میں ہلا دیا۔

''آپ اتنے دنوں سے کہاں تھے؟ موبائل بھی آف جا رہا تھا، بابا جان وغیرہ کے کئی فون آ چکے ہیں، آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔'' بیڈ شیٹ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے دھیمے سے کہا۔

''او کے میں بات کر لوں گا، تم ڈاکٹر کے پاس گئی تھیں۔'' نفی میں سر ہلا کر وہ باہر نکلنے لگی تھی جب روحان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا، اس کی گرفت اتنی جارحانہ اور تیور سخت تھے کہ وہ ایک پل کے لئے اپنا توازن نہ رکھ پائی تھی، مگر روحان اسے سنبھال چکا تھا اسی لئے وہ گرنے سے بچ گئی۔

''روحان پلیز۔'' بے اختیار اپنے ہاتھ اس کے سامنے جوڑ کر وہ رو دی تھی، اپنی جان سے زیادہ آنے والے کی زندگی نے اسے بھیک مانگنے پر مجبور کر دیا تھا، کیا شے ہے یہ اولاد بھی، انسان اپنا آپ بھلا دیتا ہے، اس کی محبت میں اور یہی اولاد قدم قدم پہ زندگی سے بخیریت گزرنے کی ہر پل دعا کرتی تھی، اس کے لبوں پہ ہر وقت یہی دعا ہوتی تھی آج کل کہ اللہ اس ظالم پتھر دل شخص میں احساس محبت ڈال دے جو کفران نعمت کا مرتکب ہونے جا رہا تھا، جو اتنے بڑے اور سخت بول استعمال کر جاتا تھا کہ وہ اللہ سے اس کے لئے اور اپنے لئے معافی مانگتی رہتی تھی۔

''سامہ مجھے ناں سننے کی عادت نہیں ہے۔'' وہ جیسے بیزار ہوا۔

''تم نے گھر میں تو انفارم نہیں کیا؟'' ہر دفعہ وہ اس بات کی اس سے تصدیق ضرور کرتا تھا۔

''نہیں کیا، مگر اب ضرور کروں گی اور چلی جاؤں گی، دادی ماں کو جا کر آپ کی تمام باتیں بتاؤں گی۔'' اس کے اندر کی ضدی اور پرانی غصہ والی سامہ جیسے جاگ اٹھی تھی، اسی لئے سختی سے کہہ کر باہر آ گئی، کیا سمجھ رکھا تھا اس شخص نے اسے، وہ اس کی ناانصافی اور غلطی پہ پردہ ڈالتی رہی اور وہ شیر ہوتا رہا۔

''نو مور۔'' نفی میں سر ہلا کر آنکھوں کے آگے آئی دھند کو ایک بار پھر صاف کر کے موبائل پہ نمبر ملانے لگی تھی کہ پیچھے آتے ہوئے روحان

Scanned with CamScanner

نے اس کا ارادہ جیسے بھانپ کر سیل فون اچک لیا۔

''میری بات سنو سامہ۔'' پہلے کی نسبت اس کا لہجہ خاصا مصالحانہ ہو گیا تھا۔

''مجھے کوئی بات نہیں سننا، مجھے صرف دادی ماں سے بات کرنا ہے۔'' وہ جانتا تھا کہ سب پوتیوں سے زیادہ وہ دادی کی چہیتی اور لاڈلی پوتی ہے اور وہ بھی اپنے دل کی ہر بات دکھ خوشی ماں کی نسبت دادی سے پہلے ڈسکس کرتی ہے اور وہ کسی بھی قسم کی بدمزگی نہیں چاہتا تھا، اسی لئے کچھ دھیما پڑ گیا تھا، لیکن سامہ کسی طور بھی کچھ نہیں سننا چاہتی تھی، اس لئے موبائل کے لئے پھر ہاتھ بڑھایا، روحان نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا، سامہ نے سخت طیش میں آ کر سیڑھیوں کی طرف قدم بڑھا دیا، عجیب شخص ہے زندگی اور اس کی ذمہ داریوں کو مذاق بنا کر رکھ دیا ہے وہ سر جھٹک کر نیچے اترنے لگی، اسی پل روحان نے اسے ایک بار پھر اپنی طرف کھینچنا چاہا، وہ جانتا تھا کہ اب وہ نیچے جا کر لینڈ لائن سے گھر فون ضرور کرے گی کیونکہ جب وہ ضد پہ آجاتی تو دنیا کی کوئی طاقت اسے پیچھے نہیں ہٹا سکتی تھی۔

''چھوڑو مجھے۔'' اور یہی وہ لمحہ تھا جب وہ تقریباً روحان کے حصار میں تھی، اس کی گرفت ہلکی ہونے پہ ڈگمگا کر کتنی سیڑھیاں پھلانگ گئی اور اس کی دلدوز چیخوں نے پورے گھر کے در و دیوار کو لرزا کر رکھ دیا، ملازم فوراً بھاگے آئے تھے اور وہ بس ساکت نظروں سے کھڑا اس کے سر سے اور ناک سے بہتے خون کے فوارے کو دیکھ رہا تھا۔

''آئی ایم سوری ہم بچے کو نہیں بچا سکے۔'' تین دن کے جان کنی کے عالم میں وہ ایک ہی جگہ جیسے پتھر ہو گیا تھا جب ڈاکٹر نے آ کر سامہ کی زندگی کی نوید دی، موت و زندگی کی کشمکش میں مبتلا رہنے کے بعد وہ اپنی خواہش ہار گئی تھی اور وہ اپنی ضد میں جیت گیا تھا، مگر یہ کیسی جیت تھی جس نے بجائے خوشی دینے کے اسے آزردہ کر دیا تھا، حالانکہ خدا جانتا تھا کہ اس دن کے حادثہ میں اس کی شعوری کوشش کو کوئی عمل دخل نہیں تھا، مگر سامہ کی بدگمانی انتہا کو پہنچ گئی تھی، گھر سے چچی کا فون آیا تھا، ماں کو جیسے بیٹی کی تکلیف کا اللہ کی طرف سے اشارہ ہو گیا تھا، اسی لئے خاصی بے چینی سے اس کا پوچھ رہی تھیں، دادی ماں نے بھی فون پکڑ کر اس کے خوب لتے لئے تھے کہ وہ دور جا کر بیٹھ گیا تھا، بڑی مشکل سے سب کو مطمئن کیا اور اس وعدہ پہ انہیں منایا کہ جلد ہی چھٹیاں لے کر وہ دونوں آئیں گے، وہ دن اور آج کا دن وہ خود سکون اور آرام کو ترس گیا تھا، سامہ نے ہر قدم پہ اپنے رویے سے اسے جتا دیا تھا کہ اس کی نظر میں روحان ہی خطاوار تھا اور یہ ایسی غلطی تھی جس کی تلافی کا وہ موقع بھی نہیں دیتی تھی، دادی جان وغیرہ میں سے کوئی بھی ان دونوں کے درمیان جاری سرد جنگ کی وجہ نہیں جانتا تھا، کیونکہ سامہ اسے وارن کر چکی تھی کہ اگر اس کی خرابی طبیعت کی وجہ کسی کو بتائی تو وہ ساری حقیقت اور اس کا پول کھول دے گی، مگر اب ناگزیر ہو گیا تھا کہ وہ نیہاں اور ردا کو سب کچھ بتا دیتا، وہ خود بھی تھک گیا تھا اپنے ناکردہ گناہ کا بوجھ اٹھاتے ہوئے اور کچھ سامہ کے رویہ نے اسے عاجز کر کے رکھ دیا تھا۔

☆☆☆

''ہمارا رب ہم سے بہت پیار کرتا ہے، ہم اس کی عطا کردہ بے شمار نعمتوں کو اپنا حق سمجھ کر وصول کرتے ہیں، مگر کبھی سوچا ہے کہ ہمارے ذمہ کچھ فرائض بھی ہیں، جن کا ادا کرنا بہت ضروری ہے اور یہ ان فرائض سے روگردانی کی

سب سے پہلی سیڑھی ہے کہ ہم اپنے پیارے رب کا شکر ادا کرنا بھول جاتے ہیں، جہاں تھوڑی سی تکلیف ہوتی ہے وہیں سے شکوے شکایات شروع کر دیتے ہیں، وہ ہمارا مالک ہے، ہر شے پہ وہ قادر ہے، کیا کچھ نہیں دیتا وہ ہمیں ہماری پیدائش سے کر آخر تک، اس کے باوجود ہم اپنے مالک کا کہا نہیں مانتے کیوں؟ کبھی اس نقطہ پہ سوچا ہے۔'' دادی ماں پیار سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اپنے مخصوص دھیمے لہجہ میں کہہ رہی تھیں، وہ آنکھیں موندے ان کی گود میں سر رکھے ہوئے تھی۔

''اگر اس نے تم سے کچھ لیا ہے تو بدلے میں یقیناً تمہیں دوگنا نوازا ہوگا، مگر وہی بات کہ شعور میں کمی کی وجہ سے تم واویلا کرنے لگی اس میں کچھ غلط نہیں تھا کہ وقتی طور پہ تمہارے جو جذبات تھے وہ فطری تھے، مگر کیا یہ تمہیں زیب دیتا ہے کہ تم ایک انسان کو سزا دینے کا اختیار حاصل کرنے کی کوشش کرو اور وہ بھی اس صورت میں جب وہ خود بھی اپنے فعل پہ بے انتہا شرمندہ ہے۔'' ان کا سرزنشی انداز ہمیشہ کی طرح سامہ کو شرمندہ کر گیا تھا۔

''یہ بات نیہاں ردا کے بعد صرف مجھے معلوم ہے اور میں نہیں چاہوں گی کہ کسی اور کو پتا بھی چلے حتیٰ کہ اپنی ماں کو بھی اس سے آگاہ مت کرنا، اللہ تمہیں آگے بہت سی خوشیوں سے نوازے، مگر بچے، ماضی کو بھول کر اپنے شوہر پہ توجہ دو۔'' وہ جیسے اسے صبر کی تلقین کر رہی تھیں اور ہمیشہ کی طرح ان کے الفاظ اس کے اندر اترنے لگے تھے، وہ بھی بوجھ اٹھاتے اٹھاتے تھک سی گئی تھی، مگر کیا وہ روحان کے لئے دل میں جگہ دوبارہ بنا سکے گی؟ یہ ایسا سوال تھا جس کا جواب سوائے اندرونی سناٹا کے کچھ نہ تھا، بہر حال اسے کسی ایک طرف تو اپنی کشتی کو لگانا ہی تھا۔

''سامہ! میں مارکیٹ جا رہی ہوں تم بھی ساتھ چلو، تھوڑا سا فریش ہو جاؤ گی اور شادی کی شاپنگ بھی کر لینا۔'' ردا کی آواز پہ اس نے سستی سے آنکھیں کھولیں۔

یہ محبت...... کہاں کہاں اس کے پیچھے نہیں آئی، یہ تو وہ خود ہی ناشکری تھی جو سب سے خفا منہ موڑے چل دی تھی، واقعی رب نے اگر اس سے کچھ لیا تھا تو بدلے میں اسے کتنی محبتوں سے نوازا تھا۔

''کیا ہوا؟'' دادی ماں نے جھک کر اس کی گالوں پہ آئی نمی کو صاف کیا۔

''کچھ نہیں، چلیں میں آتی ہوں۔'' پہلے دادی ماں کو تسلی دے کر منتظر کھڑی ردا کو کہا اور اٹھ کر اندر بڑھ گئی۔

☆☆☆

''کراچی کے حالات ملکی بدامنی میں مسلسل اضافہ کر رہے ہیں، یہ عباس ٹاؤن کا تازہ واقعہ گھروں میں بیٹھے لوگوں پہ جو قیامت ڈھا گیا ہے اس کا ازالہ بھلا کیسے ممکن ہے، جب ہم اپنے گھروں تک میں محفوظ نہیں ہیں تو ایسی آزادی جس کے لئے لاکھوں کروڑوں لوگوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ دیا تھا اس کا مقصد تو ہم نہ حاصل کر سکے ناں، اینی وے ایسی لمبی چوڑی تمہید یں باندھنے کی بجائے میں آپ لوگوں کو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کو فری ہینڈ دے دیا گیا ہے کہ جہاں کوئی شرپسند کہیں پہ بھی ملک میں بدامنی پھیلاتا ہوا دیکھیں بے دریغ اس کے خلاف کارروائی کی جائے۔''

جمال خان کی بھاری اور گونجدار آواز پورے کمرے میں گونج رہی تھی اور ان کے سامنے مودب بیٹھے آفیسرز پورے غور سے انہیں سن

رہے تھے۔

''سوری ٹو سے سر! ایسی آزادی ہمیں پہلے بھی کئی بار دی جا چکی ہے مگر عین ایکشن کے وقت ہمارے ہاتھ باندھ دیے جاتے ہیں۔'' ایسی تلخ اور جرأت مندانہ بات کرنے کا حوصلہ صرف روحان خان میں ہی ہو سکتا تھا، جمال خان نے گہری سانس لے کر اس کے بگڑے تیوروں کا گہری نظر سے جائزہ لیا۔

''ینگ مین ایٹس ہوپ فار دی بیسٹ۔''

انہوں نے یک لفظی جملہ میں بات ختم کی، ورنہ اس کی بیان کردہ حقیقت سے کمرے میں موجود تمام نفوس متفق تھے، میٹنگ کے برخاست ہونے پہ سب افراد ایک ایک کر کے بوجھل دلوں سے کمرے سے نکل آئے، کراچی میں ہونے والے دھماکے نے پوری قوم کو افسردہ کر دیا تھا اور یہ واقعہ جس نے گھروں میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو بھی باور کروایا تھا کہ ہمارا پولیس ڈیپارٹمنٹ اپنے فرائض کی ادائیگی میں بری طرح ناکام ہو گیا ہے اور یہ بات تمام ایماندار آفیسرز میں غم و غصے اور دکھ کی لہر دوڑا گئی تھی۔

☆☆☆

روحان نے اسکرین پہ نظر آتے بھاگتے دوڑتے بے بسی کی تصویر بنے لوگوں کو دکھ سے دیکھا، زندگیاں کتنی ارزاں ہو گئی تھیں، ہمارے سامنے لوگوں کے سر ایسے کٹتے تھے کہ آسمان بھی لرز اٹھتا تھا مگر ہم بے حس ہو چکے ہیں، جنہیں ایسے مناظر کسی طور بھی متاثر نہیں کرتے، ہمیں صرف اس بات کی خوشی کہہ لیں یا اطمینان رہتا ہے کہ ہمارا گھر اور ہمارے اپنے پیارے تو محفوظ رہے ہیں، لیکن کبھی ہی نہیں سوچتے کہ یہ آگ اور اس کا طوفان آج نہیں تو کل ہماری طرف بھی رخ کر سکتا ہے۔'' وہ خالی ذہن اور ساکت نظروں سے ان مناظر کو دیکھ رہا تھا، جو تقریباً اس وقت سے ملتے جلتے تھے جن میں آزادی اور اپنی بقاء کے لئے لڑتے ہوئے سینکڑوں لوگ غیر قوم کے خلاف جدوجہد میں مصروف تھے اور آج اسی ملک کی سرزمین پہ پھر خون کی ہولی کھیلی جا رہی تھی مگر فرق اتنا تھا کہ پہلے مقابل غیر ملکی تھے اور آج پوشیدہ ہاتھ تھے اور یہی سمجھ نہیں آتا تھا کہ ان پوشیدہ ہاتھوں کو اپنے ہی لوگ سپورٹ کر رہے تھے اور کیوں کر رہے تھے وہ ''اپنے لوگ'' ایسا؟ اس کے سامنے تو ایسا سوالیہ نشان تھا جسے نہ تو مٹایا جا سکتا تھا اور نہ ہی حل کیا جا رہا تھا۔

تیسرا سگریٹ سلگاتے ہوئے روحان خود بھی سلگ رہا تھا، اپنی سوچوں میں وہ اس قدر گم تھا کہ تین بار سامہ کا اندر آنا اور پھر بلاوجہ باہر چلا جانا بھی اس کی نظروں میں نہیں آ سکا اور وہ اپنی انگلیاں چٹخاتے ہوئے سوچ رہی تھی کہ کیسے وہ دادی ماں کی نصیحت پہ عمل کرتے ہوئے خود سے قدم آگے بڑھائے، اب اگر وہ غیر جانبداری اور جذبات سے ہٹ کر دیکھتی تو واقعی وہ اوور ریکٹ کر چکی تھی اور ایک عورت کا اتنا تضحیک آمیز رویہ مرد کی برداشت سے باہر ہوتا ہے، اب اگر وہ اس سے بے نیازی برت رہا تھا تو یہ یقیناً اس کا حق بنتا تھا، رشتوں کی ڈور بظاہر بہت نازک اور خوبصورت دکھائی دیتی ہے مگر جب اس ڈوری میں الجھاؤ آ جاتا ہے تو انگلیاں زخمی ہو جاتی ہیں مگر الجھن کو کوئی سلجھا نہیں پاتا اور اس نے تو کئی بار اسے دھتکارا تھا، ٹھیک ہے اس وقت وہ غلطی پہ تھا، مگر سامہ نے بھی تو غلطیوں پہ غلطیاں ہی کی تھیں، اس نے بھی تو نہ خود کو سدھارا اور نہ ہی اسے سدھارنے کی کوشش کی تھی، محبت جیسے مضبوط تعلق کی موجودگی کے باوجود وہ جیسے ساری دنیا سے ہی بے زار ہو گئی تھی، زندگی نے اگر اسے

آزمایا تھا تو سامنہ خان نے بھی قدم قدم پہ اپنے سے جڑے خوبصورت رشتوں کو اذیت ہی سونپی تھی، اپنے اوپر ایک معمولی سی آئی تکلیف بھی اس سے برداشت نہیں ہوئی تھی، تو پھر وہ کون ہوتی تھی روحان سے کسی بھی عمل کا اس سے حساب کتاب لینے والی یا بدلہ لینے والی، سر جھکائے وہ خود احتسابی سے گزر رہی تھی اور اپنا خود احتساب کرنا سب سے اذیت ناک ہوتا ہے۔

☆☆☆

''کیسے دانت نکل رہے ہیں خبیث کے، میں نہ ہوتا تو دیکھتا کہ کیسے اپنی ماڈرن ہیر کو حاصل کر سکتا تھا۔'' یحییٰ پہ نظریں جمائے دانت کچکچاتے ہوئے ثاقب نے اسے دیکھا، جو پچھلے آدھے گھنٹے سے شاید نہیں یقیناً زوباریہ سے گفتگو فرما رہا تھا، موضوع گفتگو بھی یقیناً شادی کی رسومات ہی تھیں، اس لیے مسکراہٹ لبوں سے جدا ہی نہیں ہو رہی تھی۔

دو دن کے بعد مایوں کی رسم تھی، اس لئے سارے گھر والے بے تحاشہ مصروف تھے، کل تک ثاقب بھی ان تیاریوں کا حصہ تھا مگر جیسے ہی اسے فاکہہ نے اللہ حافظ کہا تھا اس پہ مایوسیوں اور غموں کے عارضی بادل چھا گئے تھے اور اس دفعہ بھی وجہ یحییٰ کی ذات بنی تھی، جس نے ثاقب کی پچھلی گرل فرینڈ کو عین فاکہہ سے ملاقات والے وقت پہ وہاں بھیج دیا تھا اور بعد کا تماشا جو لگا اسے ایک عالم نے دیکھا تھا اور اب وہ غمزدہ اور اداس ٹی وی لاؤنج میں بیٹھا یحییٰ کو کینہ توز نظروں سے گھورے جا رہا تھا۔

''خیریت ہے تیرا رنگ کیوں سنگھاڑے کو مات دے رہا ہے۔'' فون بند کر کے یحییٰ نے خوشگواریت سے اس کی سانولی رنگت پہ ہمیشہ کی طرح طنز کیا، جسے وہ بمشکل پی سکا تھا۔

''تو جو آج کل رس گلا بنا ہوا ہے، تُو تھ پیسٹ کا اشتہار نہ ہو تو۔'' جلا بھنا جواب اندرونی کیفیت کا پتا دے رہا تھا، اسی وقت ہارون اندر داخل ہوا، اس کے پیچھے ردا تیز تیز بولتی آ رہی تھی۔

''میں نے بتا دیا ہے کہ مجھے ابھی جانا ہے، غضب خدا کا صرف دو دن رہ گئے ہیں اور میرا آرڈر ابھی تک ڈیزائنرز تک ہی نہیں پہنچ سکا۔'' دھونس سے کہتے ہوئے آخر میں ردا کا لہجہ غمگین ہو گیا۔

''تم ایسا کرو ثاقب کو لے جاؤ۔'' ہارون نے اپنے گلے سے مصیبت اتارنا چاہی، ثاقب صاحب تو کرنٹ کھا کر دس فٹ اوپر اچھل گئے، ایک تو پہلے ہی دکھی تھے سونے پہ سہاگہ ردا جیسی باریک بین اور چھ سات گھنٹوں تک بنا تھکے بازار میں گھومنے والی لڑکی کو شاپنگ کرانا مرے پہ سو درے ثاقب ہوا تھا، یحییٰ نے اپنی بے ساختہ مسکراہٹ کو ہونٹوں میں دبا لیا، وہ اس کی دلی کیفیت کو جانتا تھا، مگر یہ بھی اس کی مجبوری تھی ہزار بار ثاقب کو سمجھا چکا تھا کہ وہ ایسی دوستیاں مت پالے جس سے سوائے ان کی خاندانی عزت پہ حرف آنے کے کچھ نہیں مل سکتا تھا مگر وہ باز نہیں آتا تھا، حالانکہ یحییٰ جانتا تھا کہ ثاقب نے کبھی بھی اپنی لمٹس نہ کراس کی تھیں اور نہ ہی کرنے دیتا تھا، مگر وہ غلط ٹریک تو استعمال کرتا تھا ناں اور یہی بات ہر طریقہ سے وہ ثاقب کو سمجھانا چاہتا تھا۔

''آپی! میں زوا کو کہتا ہوں وہ ابھی آیا ہے، اسے شاید نیہاں آپی اور رحمہ کو شاپنگ کے لئے لے کر جانا ہے۔'' ثاقب بیچارگی کی حد پہ تھا، ہارون ثاقب کے حوالے کر کے خود اندر چلا گیا تھا۔

Scanned with CamScanner

"پتا ہے مجھے۔" ردا نے ہاتھ ہلایا۔

"انہوں نے دوسرے شاپنگ مال جانا ہے اور میرا ڈیزائنر بالکل دوسرے راستہ پہ رہتا ہے اور ویسے بھی مجھے سمیر کو ساتھ لے کر جانا ہے، اس لئے جلدی آنا ہے۔" وہ مصروف انداز میں کہہ کر اپنا پرس چیک کرنے لگی، ثاقب کو یقین ہو گیا کہ اب اسے ہر حال میں گلے پڑا ڈھول بجانا ہی پڑے گا، اس لئے ڈھیلے قدموں سے چابی اٹھاتا ہوا باہر نکل گیا، ردا بھی سمیر کا ہاتھ تھامے اس کے پیچھے نکل گئیں، یحییٰ نے مسکراتے ہوئے صوفے کی پشت سے سر ٹکا لیا، جب سے شادی کے دن طے ہوئے تھے اسے بارہا ماں باپ کی کمی کا شدت سے احساس ہو رہا تھا جسے وہ مختلف معمولات میں مشغول ہو کر جھٹکنے کی کوشش کرتا تھا، اس کے سب کزنز ہی اس کی دلی کیفیت سے جیسے باخبر تھے۔

اس لئے وقتاً فوقتاً چٹکلے چھوڑ کر اسے بھرپور کمپنی دے کر دل بہلاتے رہتے تھے، مگر رشتوں کی کمی کا جو احساس ہوتا ہے ناں وہ ہمارے اندر جب کنڈلی مار کر بیٹھ جاتا ہے تو باہر کی رنگینیاں کوئی دلچسپی پیدا نہیں کرتیں، کیسے ہیں یہ رشتے، ناطے اور ان کا ہمارے دل سے تعلق بھی تو عجیب ہوتا ہے جسے صرف ہمارا دل ہی سمجھ سکتا ہے، حالانکہ خان ولا کا ہر فرد اس کا خیال زیادہ رکھنے لگا تھا، مگر بہت زیادہ خیال اور دھیان بھی بعض اوقات احساس محرومی کو بڑھا دیتا ہے، وہ ایک قابل ذہین اور پر اعتماد شخصیت کا مالک تھا، ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں اچھے عہدے پر فائز تھا، مگر بھی کبھار وہی یحییٰ بختیار بن جاتا جیسے نانی ماں کی گود میں سر چھپا کر مما پاپا کو یاد کر کے بے تحاشہ رونے کی عادت تھی، جسے بڑے ابا یا منجھلے چھوٹے ماموؤں کے پیار سے پچکارنے پہ اپنی بھر آنے والی آنکھوں کو چھپانا پڑتا تھا، آج کل وہ اسی کیفیت سے گزر رہا ہے، اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوئے روحان کی نظر اس پہ پڑی جو نڈھال اور پژمردہ سا آنکھیں موندے پڑا تھا، وہ آہستگی سے اس کے پاس بیٹھ گیا، یحییٰ اپنی سوچوں میں اتنا مگن تھا کہ بالکل بھی نہیں چونکا۔

"یحییٰ!" روحان نے اس کے بازو پہ ہاتھ رکھا تو وہ آنکھیں کھول کر بنا پوزیشن بدلے اسے دیکھے گیا، خالی ویران آنکھوں میں اضطراب پھیل رہا تھا۔

"خوشی کے لمحات میں تمہاری بے چینی اور پژمردگی کو کیا سمجھوں۔" وہ اس کی آنکھوں میں جھانک کر اس کے اندر پھر سے اترنے لگا تھا، یحییٰ نے نظروں کا زاویہ بدل لیا اور دھیرے سے پھیکی ہنسی ہنس دیا۔

"کبھی کبھار بہت زیادہ خوشی ہمارے اندر کے زخموں کو ادھیڑنا شروع کر دیتی ہے اور وہ کیفیت بہت اذیت ناک ہوتی ہے، جسے ہم دوسروں سے بیان بھی نہیں کر سکتے اور برداشت بھی کرنا مشکل ہوتا ہے،" وہ محض سوچ کر رہ گیا اور روحان جو بہت غور سے اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا، اس کی دلی کیفیت کو بنا اس کے کہے جان گیا تھا، مگر جانتا تھا کہ یحییٰ بختیار اپنا آپ بہت کم کسی پہ کھولتا ہے، اس لئے اس کا بھرم رکھنے کے لئے خاموش رہا۔

"چلو آؤ میرے ساتھ، ذرا آؤٹنگ کے لئے چلتے ہیں۔" اس کا بازو پکڑ کر اٹھایا تو وہ ڈھیلے سے انداز میں اس کے ساتھ کھنچتا چلا گیا۔

"سامعہ کو بھی ساتھ لے لو۔" لان سے گزرتے ہوئے یحییٰ کی نظر کونے میں پڑے بڑے سے جھولے پہ بیٹھی سامعہ پہ پڑی تھی جو آنکھیں بند کیے نجانے کن سوچوں میں گم تھی، یحییٰ

Scanned with CamScanner

کے کہنے پہ روحان نے بھی چونک کر کونے میں دیکھا، جہاں وہ خاموش اور افسردگی کا اشتہار بنی بیٹھی تھی، یحییٰ کے کہنے پہ روحان نے محض کندھے اچکا کر اس کی طرف قدم بڑھائے، حالانکہ وہ اس کا جواب جانتا تھا لیکن یحییٰ کے سامنے وہ اس کا اظہار نہیں کر سکتا تھا، ابھی وہ اس سے فاصلے پہ ہی تھا کہ پیچھے سے رحمہ کی آواز سنائی دی جو کافی اونچی آواز میں سامہ کو دادی ماں کا پیغام دے رہی تھی، وہ اسے بلا رہی تھیں، روحان راستے سے ہی پلٹ گیا، سامہ نے اس کا اپنی طرف آنا اور پھر درمیان سے پلٹنا دیکھا تھا اور دل نے بدگمانی کو پھر جگہ دینا شروع کر دی تھی، آخر وہ شخص اس کے قدم بڑھانے کا ہی کیوں منتظر تھا، کیا ہو جاتا جو وہ صرف ایک بار اور اس کی طرف پلٹ آتا، سامہ نے تھکے ہوئے انداز میں اس کی پشت کو تکا، اپنی بلاوجہ کی انا اور خود داری کو وہ ابھی بھی اپنا حق سمجھتے ہوئے روحان کی طرف سے ہی پیش قدمی کی منتظر تھی، ہو سکتا تھا کہ دوسری طرف سے بھی ایسا ہی پیش قدمی کا انتظار تھا۔

''سامہ!'' رحمہ کی ایک بار پھر جھنجھلائی ہوئی آواز اسے سوچوں سے نکال لائی تھی، وہ تیز تیز بولتی ہوئی اس کی طرف آ رہی تھی، سامہ نے جھولے سے اٹھ جانا ہی مناسب سمجھا کہ اب اس کی خیر نہیں تھی، رحمہ پچھلے دس منٹ میں یہ تیسرا بلاوا لے کر آئی تھی دادی ماں کا اور وہ تھی کہ مسلسل ایک ہی جگہ بیٹھی ہوئی تھی۔

''چلو دیر ہو رہی ہے، تم پہ تو پتا نہیں کون سی قنوطیت کا دورہ پڑا ہوا ہے، دادی ماں کا کہنا ہے کہ آج تمہیں ہر حال میں ہمارے ساتھ شاپنگ پہ جانا ہے، بابا جان بھی خفا ہو رہے تھے کہ روز سب چلے جاتے ہو اور سامہ کو ابھی تک ''سسرال والوں'' نے شاپنگ تک نہیں کروائی، میں نے انہیں تسلی کروائی ہے کہ بے فکر رہیں انشاء اللہ ان کی بہو صاحبہ سب فنکشنز میں منفرد ڈریسز میں ہی نظر آئے گی کہ لوگ دلہن سے زیادہ اس کی طرف متوجہ رہیں گے۔'' رحمہ نان اسٹاپ بولتی آ رہی تھی سامہ نے ہلکی سی مسکراہٹ سے محض سر ہلا دیا، وہ ذہنی طور پہ ابھی بھی حاضر نہیں تھی، روٹھے یار کو منانا کتنا مشکل کام تھا، یہ اب سمجھ میں آیا تھا، روحان میں اتنی انا ہوگی، یہ وہ نہیں جانتی تھی، ہاں یہ وہ ضرور مانتی تھی کہ گزرے عرصہ میں اس نے بارہا اپنی انا کو بھی پس پشت ڈال کر اس سے مفاہمت کی کوشش ضرور کی تھی، نجانے یہ کون سا جذبہ تھا جس نے اسے اتنا جھکایا تھا مگر اب وہ جھکنا تو دور کی بات نظر اٹھا کر دیکھنا بھی ...... گوارا نہیں کرتا تھا، ایک معمولی سے واقعہ نے دلوں میں اتنا فاصلہ کھڑا کر دیا تھا کہ وہ پاٹنا بھی چاہتے تو پاٹ نہیں سکتے تھے، نجانے اب قسمت نے کیا لکھا تھا اس کی لکیروں میں، تھکے قدموں سے رحمہ کے پیچھے چلتے ہوئے وہ ماں کی نظروں سے بے خبر اندر چلی گئی، جو کافی دیر سے اپنے کمرے کی کھڑکی سے اسے دیکھ رہی تھیں، سامہ کا گم صم انداز، ہلے گلے اور ہنگامہ سے دور کسی کونے کھدرے میں بیٹھنا اور روحان سے اس کی برائے نام گفتگو سب ان کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں تھا، نجانے کیسا اور کون سا دکھ تھا جس نے ان کی بیٹی کی آنکھوں کی چمک اور چہرے کی ہنسی اور شگفتگی کو ختم کر دیا تھا، چڑچڑی تو وہ کافی عرصہ سے ہو رہی تھی، مگر اس دفعہ تو انہیں پہلے سے بہت کمزور اور نڈھال بھی دکھائی دے رہی تھی، کس سے اظہار کرتیں، اگر اپنی تشویش شوہر سے بیان کرتیں تو وہ وہم ہے کہہ کر ٹال دیتے، جوائنٹ فیملی سسٹم تھا کسی بھی اور رشتہ سے اس موضوع پہ

Scanned with CamScanner

بات کرتیں تو سب یہی کہتے کہ وہ اپنی بیٹی کے لئے حد سے زیادہ حساس ہو رہی ہیں، ورنہ اور بیٹیاں بھی تھیں، اس گھر کی جو خوش و خرم زندگی گزار رہی تھیں اور سب سے بڑی بات ان کی تربیت پہ حرف آتا، صرف ایک اللہ کی ذات پہ بھروسہ تھا جو انہیں اس پریشانی سے نکال سکتی تھی، اسی لئے وہ اپنے رب سے مدد کی طالب تھیں۔

شادی کے تمام فنکشن بھرپور طریقے سے سر انجام دیے گئے، سامہ نے بھی کافی حد تک خود پہ قابو پا کر شادی میں شرکت کی تھی، اپنی ذاتی زندگی کے دکھ وہ کسی سے بھی شیئر نہیں کرنا چاہتی تھی، البتہ روحان کا الجھا اور بکھرا ہوا انداز بہت سی نگاہوں کا مرکز رہا تھا، اسی لئے ولیمہ کے دوسرے دن بابا جان نے اسے اپنے کمرے میں طلب کر کے باز پرس کی تھی۔

''کیا میں سمجھوں کہ میرا فیصلہ تمہارے اور سامہ کے حق میں بہتر نہیں تھا۔'' وہ حد درجہ سنجیدہ تھے، روحان نے اپنا سر جھکا لیا۔

''دیکھو روحان! شادی شدہ زندگی میں اونچ نیچ آتی رہتی ہے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دلوں میں بے تحاشہ بدگمانیاں پال لی جائیں، تمہیں سامہ سے کوئی شکایت ہے یا اسے کوئی گلہ ہے تو بہتر ہے کہ بیٹھ کر اسے سولو کرو، اس طرح فاصلے پیدا کر کے تم اپنے لئے مشکلات کھڑی کر رہے ہو۔'' روحان کی چپ انہیں کھٹک رہی تھی، اسی لئے سامہ کو بھی اپنے کمرے میں بلا لیا۔

''ادھر میرے پاس آ کر بیٹھو بیٹا۔'' انہوں نے شفقت سے اسے پکارا تو وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ہوئی ان کے بیڈ کے ایک طرف بیٹھ گئی، روحان کا سر ابھی تک جھکا ہوا تھا، سامہ نے بھی نظر اٹھا کر اسے نہیں دیکھا، بابا جان نے دونوں پہ ایک نظر ڈالی اور پھر گویا ہوئے۔

''سامہ! کیا بات ہے بیٹا آپ اتنی گم صم اور مضطرب کیوں ہیں؟'' اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے وہ پوچھ رہے تھے، روحان کے لئے اگرچہ وہ سخت گیر باپ رہے تھے مگر اس گھر کی بیٹیوں کے لئے ایک مشفق اور دوستانہ مزاج کے باپ تھے، اسی لئے گھر کی بچیاں بے دھڑک ان سے اپنے کئی مسائل بیان کر دیتی تھیں۔

''بابا جان یہ مجھ سے ناراض ہیں اور مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ میں انہیں کیسے مناؤں۔''

''ہیں۔'' روحان نے چونک کر آنسو بہاتی لاڈلی کو دیکھا، یعنی اتنے عرصہ کی بے رخی اور اپنی بے اعتنائی کو بیان کرنے کی بجائے الٹا الزام اس پہ تھوپ رہی تھی، بابا جان اسے چپ کراتے ہوئے پوری توجہ سے اس کی طرف متوجہ تھے، یعنی اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے، وہ تلملا کر رہ گیا۔

''کس لئے تم نے میری بیٹی کو پریشان رکھا ہے۔'' اپنے ساتھ اسے لگائے وہ سخت نگاہوں سے اسے گھور رہے تھے اور بڑے بڑے مجرموں سے بھرپور مقابلہ کرنے والا روحان خان ہمیشہ کی طرح ان نظروں سے سخت گھبرا گیا تھا۔

''بابا جان! میں اس سے ناراض نہیں ہوں۔'' روحان نے منہ بسورا۔

''البتہ یہ مجھ سے کافی عرصہ سے خفا ہے، میں ایکسکیوز بھی کر چکا ہوں اس سے زیادہ میں آگے نہیں بڑھ سکتا۔'' اس کی بات کے درمیان میں ہی موبائل کی رنگ نے اسے اپنی طرف متوجہ کر لیا تو وہ ایکسکیوز کرتا ہوا باہر نکل آیا، آفس سے کال تھی اسے فوری طور پہ بلایا گیا تھا، بابا جان کو بتا کر اس نے اپنی سیٹ کنفرم کروائی اور جب وہ اپنے کمرے میں سامان پیک کر رہا تھا تو سامہ ساتھ آ کھڑی ہوئی۔

"مجھے بھی ساتھ چلنا ہے۔" وہی استحقاق بھرا انداز جو شادی کے اولین دنوں میں ہوتا تھا، روحان نے محض ایک نظر اسے دیکھ کر سر اثبات میں ہلا دیا۔

"اب جلدی سے اچھی سی خبر ہمیں دینا۔" چلتے سے نیہاں کی سرگوشی اسے سرخ کر گئی تھی۔

روحان نے کافی گہری نظر اس کے چہرے پہ ڈالی تھی، سامیہ اس کی نظروں کی تپش کو محسوس کر کے تھوڑا سا رخ موڑ کر کھڑی ہو گئی، ابھی فی الحال درمیان کے فاصلے پاٹنے ہیں دونوں فریقین کو آگے بڑھنا تھا جس کے لئے بہرحال روحان راضی نہیں تھا تو وہ کیوں اتنا خود کو نیچے گراتی۔

☆☆☆

گھر پہنچ کر وہی معمول کی روٹین شروع ہو گئی، اب اتنا فرق پڑا تھا کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو ضرورتاً مخاطب کرنے لگے تھے، پہلے والی بیزاریت اور اکتاہٹ کم ہو گئی تھی۔

"میری بلیو شرٹ نہیں مل رہی۔" وہ گیلے بال تولیے سے رگڑتا ہوا اس کے سامنے آیا، یہ اتنے عرصہ کے بعد پہلا موقع تھا کہ روحان نے اپنی کسی ضرورت کے لئے اسے مخاطب کیا تھا ورنہ تو ملازمہ ہی تھی جس کے ذمہ روحان کے تمام کام ہوتے تھے، مگر اب سامیہ نے کافی حد تک اسے ان ذمہ داریوں سے ہٹا کر گھر کے دوسرے کاموں تک محدود کر دیا تھا۔

"میں نے پینگ کر کے آپ کی ہی وارڈ روب میں ہی رکھی تھی، ہو سکتا ہے کسی شرٹ کے پیچھے آ گئی ہو۔" وہ مصروف انداز میں گویا ہوئی، روحان نے تھوڑا سا آگے ہو کر اس کی مصروفیت کو دیکھا، جس کے ہاتھ تیزی سے اور مہارت سے کباب بنا رہے تھے، روحان کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ رینگ گئی، وہ کافی دنوں سے محسوس کر رہا تھا کہ ٹیبل پہ کھانے کے لوازمات میں اضافہ ہو رہا ہے اور یہ بات تو ماننے والی تھی کہ ان کے خاندان کی ہر عورت کے ہاتھ میں بے پناہ ذائقہ تھا۔

آج بھی شاید وہ اچھا سا ڈنر تیار کرنا چاہ رہی تھی، اسی لئے کچن میں کافی بکھیڑا تھا، کاش اس کی زندگی کا بکھراؤ بھی اسی مہارت سے سمٹ جائے اور اس گھر کی خوشیاں لوٹ آئیں، اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوئے وہ کافی دلگرفتی سے سوچ رہا تھا، ننھی منی کلکاریاں اور معصومیت بھری شرارتیں اور گھروں کی رونقیں جو معصوم فرشتوں کے دم سے ہوتی ہیں ان کی کمی روحان کو شدت سے محسوس ہونے لگی تھی، مگر وقت تھا کہ اس کی گرفت میں ہی نہیں آ تا تھا، وہ تھکا سا بیڈ پہ بیٹھ گیا، زندگی کی ڈگر کو کیسے توازن میں لائے، اتنے عرصہ کے تکلف اور خاموشی کو کیسے ختم کیا جائے، یہ اس کی سمجھ سے باہر تھا، سامیہ کا مثبت رویہ اگرچہ حالات کی بہتری کی طرف اشارہ کر رہا تھا مگر وہ اب مزید صبر اور برداشت سے اپنے اچھے وقت کو گنوانا نہیں چاہتا تھا۔

"مجھے چار دن کی ٹریننگ پہ لاہور جانا ہے اور اس کے بعد ایک ماہ کے کورس پہ ہو سکتا ہے مجھے کسی اور شہر بھی بھیجا جائے اگر تم......" رغبت سے کھانا کھاتے ہوئے وہ ایسے بتا رہا تھا جیسے اپنی پی اے کو ڈکٹیشن دے رہا ہو، چہرہ ہمیشہ کی طرح سپاٹ اور بے نیاز تھا، بلکہ سامیہ کو تو یوں محسوس ہو رہا تھا کہ وہ مخاطب ہی کھانے سے ہے، نہ نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور تو اور کھانے تک کی تعریف کرنے کی توفیق نہیں ہوئی، وہ عادتاً تلملا کر رہ گئی، جی میں آیا کہ کہے "جاؤ جہاں مرضی جاؤ، یہاں کون سا میرے گھٹنے سے لگ کر بیٹھے

رہتے ہو" روحان کی بات موبائل ٹون نے بیچ میں کاٹ دی۔

"بکواس بند کرو تم اپنی۔" اس کی دھاڑ نما آواز پہ سامعہ ایکدم ڈر کر اپنی سوچوں سے نکلی اور اس کی طرف دیکھا جو چمچ پلیٹ میں پٹخ کر سرخ چہرے کے ساتھ موبائل کے دوسری طرف کی آواز سن رہا تھا۔

"او یو شٹ اپ، کرو تم جو کچھ بھی کر سکتے ہو، جب تک میرا اللہ میرے ساتھ ہے مجھے اپنی کسی نقصان کی نہ کوئی فکر ہے اور نہ پروا۔" ایک اور دھاڑ، سامعہ نے خوفزدہ ہو کر اس کی طرف دوبارہ دیکھا، جس نے موبائل کو ٹیبل پہ تقریباً پھینک کر پلیٹ بھی پیچھے کھسکا دی اور خود لمبے ڈگ بھرتا ہوا کمرے کی طرف بڑھ گیا، کیا مجھے اس کے پیچھے جانا چاہیے وہ ابھی اسی کشمکش میں بیٹھی ٹیبل پہ پڑی چیزوں کو گھور رہی تھی جب وہ دوبارہ کمرے سے برآمد ہوا، خاصی عجلت میں اس کی طرف آیا۔

"تم اپنا سامان پیک کر لو، میں تمہیں بابا جان کے پاس بھجوا دیتا ہوں۔"

"کیوں؟" وہ خاصی حیران ہوئی، ابھی تین دن تو ہوئے تھے انہیں آئے ہوئے۔

"میں یہاں نہیں ہوں گا اور تمہارا تنہا رہنا ٹھیک نہیں۔" کچھ دیر پہلے والے غصیلے اثرات اگرچہ چہرے پہ نمایاں نہیں تھے، مگر اس کی سنجیدگی اور دوٹوک انداز سامعہ کو مزید سوالات سے روک گیا، اسی لئے محض سر ہلا کر وہ پیکنگ کے لئے اپنے روم کی طرف بڑھ گئی۔

☆☆☆

"بیٹا حالات بہت خراب ہوتے جا رہے ہیں، ملک کے روحان بھی ٹریننگ پہ گیا تھا مگر کراچی کے حالات کی وجہ سے اسے واپس بلا لیا گیا ہے۔" بابا جان بہت کم پریشان ہوتے تھے، اس لئے ان کے تفکر زدہ چہرے نے اسے تشویش میں مبتلا کر دیا تھا، اسے آئے ہوئے دوسرا دن تھا، اگرچہ وہ اپنے لوگوں میں آ کر بہت خوش تھی مگر دل کی بے کلی بھی کافی بڑھ گئی تھی، اب بڑے ابا کی اطلاع نے اسے کسی انہونی کے ہونے کا خدشہ ظاہر کر دیا تھا، اسے کم از کم فون تو کرنا چاہیے تھا، وہ خفا ہونے لگی تھی ہمیشہ کی طرح خود سے شکوہ کیا تھا، بڑے ابا اب دادی ماں کے پاس بیٹھے تھے جو روحان کے متعلق پوچھ رہی تھیں، سامعہ نے دیکھا تقریباً سب کے چہرے اترے ہوئے تھے، امی کی آنکھیں بھی سرخ سی تھیں، نیہاں، ردا، رحمہ وغیرہ سب کافی پریشان سی لگیں، چچی اور ثریا بھی آئے ہوئے تھے، حسن اور ثاقب نجانے کہاں کہاں موبائل گھماتے پھر رہے تھے، سامعہ کے دل کو کچھ ہونے لگا تھا، آخر کیا بات تھی، اسے کوئی کچھ کیوں نہیں بتاتا تھا، وہ جھنجلائی ہوئی کمرے سے لاؤنج اور پھر کچن کے چکر لگانے لگی تھی، منجھلی چچی اور پھپھو لاؤنج میں آہستہ آواز میں باتیں کر رہی تھیں، سامعہ کو آتے دیکھ کر ایکدم چپ ہو گئیں۔

"روحان کو فون کرتی ہوں، آخر میرا دل کیوں اتنا گھبرا رہا ہے۔" خود کو تسلی دے کر سب کے رویوں کو نظر انداز کیا اور اتنے عرصہ کے بعد خود سے پہلی دفعہ اس کا موبائل نمبر ملایا، مگر آگے سے نو رپلائی کے الفاظ منہ چڑانے لگے تھے۔

"ہائے اللہ۔" ابھی وہ دوبارہ ٹرائی کرنے لگی تھی جب امی کی کانپتی آواز پہ وہ دہل کر لاؤنج کے دوسرے کونے کی طرف دیکھنے لگی، جہاں پہ سب گھر والے جمع تھے۔

"امی...... امی...... کیا ہوا؟" بمشکل لرزتی ٹانگوں کو سنبھالتے ہوئے وہ دھڑکتے دل کے

Scanned with CamScanner

ساتھ ان کے پاس پہنچی جہاں وہ دل تھامے بیٹھی تھیں، پاس ہی دادی ماں، چچی، پھپھو وغیرہ رو رہے تھے۔

"آخر کوئی مجھے کیوں نہیں بتاتا کہ کیا ہوا ہے، کیوں سب ایسے خاموش ہیں؟" وہ تقریباً چیخ پڑی، حسن نے آگے بڑھ کر اس کے سر پہ ہاتھ رکھا تھا۔

"دیکھو روحان کو کچھ گولیاں لگی ہیں، اسے کافی عرصہ سے دھمکیاں مل رہی تھیں، جس گروپ کے خلاف وہ کام کر رہا تھا اس نے اسے دو دفعہ نقصان پہنچانے کی کوشش کی تھی، وہ ایک خودکش دھماکہ سے بھی بال بال بچا تھا، دو دن پہلے صبح کو اسے دھمکی ملی تھی کہ وہ اس کی بیوی اور یا تو اغواء کرلیں گے یا پھر اس کا گھر ہی دھماکے سے اڑا دیں گے، اگر اس نے ان کے خلاف ایکشن بند نہ کیا، اسی لئے اس نے تمہیں بھجوا دیا تھا، آج ان کا فائنل ایکشن تھا اس گروپ کے خلاف کہ۔" حسن کافی حوصلہ سے آہستہ آہستہ سے اسے بتا رہا تھا اور وہ بس گم صم اس کے چہرے کی طرف دیکھ رہی تھی، وہ جانتی تھی کہ وہ بہت قصوروار ہے بلکہ گناہ گار کہتی تو غلط نہ تھا جس نے اپنے شوہر کی نادانستہ غلطی کو اس کی عمر بھر کی سزا بنا دی تھی، وہ شوہر جس نے بارہا اپنی غلطی کا اعتراف کرکے معافی مانگنی چاہی تھی، جسے اس نے خدا بن کر سزا دینی چاہی، بارہا روحان نے اپنی فیلنگز اس سے شیئر کرنا چاہی تھیں، وہ جو کم گو تھا جو بقول اس کے سپاٹ اور احساسات سے عاری شخص تھا، اس نے اسے بتانا چاہا تھا کہ وہ کیوں بچہ کی آمد سے خوفزدہ تھا اور یہ بھی کہ وہ خود بھی بہت کمی محسوس کرتا ہے اس نعمت کی، مگر سمامہ نے ہر بار اس کی طرف سے کان بند کرلئے، دنیا دکھوں سے بھری ہوئی ہے اور اسے اپنا دکھ سب سے زیادہ لگا کرتا تھا، اتنا کہ اس نے اپنے شوہر کو اپنے پاس نہ آنے دیا، اسے اس کے جائز حق سے محروم کیے رکھا، کیا اتنی لغزشوں کے بعد وہ توبہ اور معافی کی حقدار تھی اور کیا وہ افسانوی سچویشن کا انتظار کرسکتی تھی کہ کہیں سے فوراً خبر آجائے کہ اس کا روحان ہوش میں آگیا ہے اور اس کا انتظار کر رہا ہے نہیں...... نہ وہ اس سچویشن اور ہیپی اینڈنگ کے قابل تھی اور نہ اسے توقع رکھنی چاہیے، نیہاں نے تاسف سے دادی کی گود میں سر رکھے خاموش سمامہ کو دیکھا، حسن، یحییٰ اور بڑے ابا کراچی کے لئے روانہ ہوگئے تھے، ملک میں ہونے والے دھرنوں کی وجہ سے آمد و رفت میں خاصی دشواری تھی، کہیں پہ کسی پارٹی کے حق میں جلوس نکالے جا رہے تھے اور کہیں پہ حکومت پہ بے جا تنقید اور اس کے خلاف نعرہ بازی جاری تھی اور دوسری طرف روحان جیسے ملک کے رکھوالے اپنی جانوں پہ کھیل کر ملک کو بچانے کی کوششیں کر رہے تھے اور سیاستدان بجائے ملک کے حالات کو بدلنے کے اپنی سیاست چمکانے کے لئے روز بروز ملک کو اندھیروں میں دھکیل رہے تھے، سارا کاروبار زندگی ٹھپ ہوکر رہ گیا تھا، ذمہ دار کون تھا، پوشیدہ نقصان پہنچانے والے ہاتھ کہاں تھے، یہ ملک کے محافظ اور وطن پرست کس حد تک جانتے تھے لیکن وہی بات کہ جہاں سچائی کی بات کی جاتی ہے وہیں پہ برائی اپنے پنجے گاڑنا شروع کردیتی ہے مگر شاید یہ شیطان کے چیلے یہ نہیں جانتے کہ ایک ذات اوپر بھی بیٹھی ہے جو کبھی بھی انسان کی رسی کو بالکل ڈھیلا نہیں چھوڑتی، ہر رات کے بعد صبح ضرور طلوع ہوتی ہے، ہر اندھیرے کے بعد روشنی کا نظریہ ازل سے چلا آرہا ہے اور چلتا رہے گا، عوام کو کون بیوقوف بنا رہا ہے کون عوام کو سیدھے

Scanned with CamScanner

راستہ پہ چلائے گا، اس کا فیصلہ صرف اس قدم کو خود کرنا تھا اور انشاء اللہ بہت جلد راستے ضرور نکل آئیں گے، جو شفاف اور سیدھے منزل کی طرف جائیں گے۔

☆☆☆

کراچی میں کوئی جلسہ تھا، اسی لئے ساری ٹریفک ہی جگہ جگہ جام تھی، حسن کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ڈرائیور سے گاڑی چھین کر اڑاتا ہوا ہاسپٹل پہنچ جائے، یحییٰ اور بڑے ابا بھی بے چینی سے سامنے دیکھ رہے تھے جہاں یہ پارٹی کارکنان دھمال ڈال رہے تھے، بڑے ابا نے تاسف سے ملک کی باگیں تھامنے والے ہاتھوں کو اور جوانوں کو دیکھا، کہاں جا رہی تھی ہماری قوم، اے کاش کوئی اقبال یا پھر جناح جیسا ایک بار پھر ان میں پیدا ہو جائے نم آنکھوں کو صاف کرتے ہوئے انہوں نے باہر نظر جما دی، جہاں سے ڈرائیور مشاقی سے راستہ بنا کر گاڑی نکال رہا تھا۔

''روحان!'' آئی سی یو کے باہر کھڑے بڑے ابا کے ہونٹوں نے بے آواز جنبش کی تھی، ظالموں نے اس کے جسم کا شاید کوئی حصہ نہیں چھوڑا تھا، سفید پٹیوں میں جکڑا ان کا شہزادوں جیسی آن بان والا بہادر بیٹا آنکھیں بند کیے چت پڑا تھا، کتنا دور رکھا تھا انہوں نے ساری عمر اسے خود سے، کئی بار وہ پیاسی اور منتظر نگاہوں سے ان کے محبت بھرے لمس کے لئے ان کی طرف دیکھتا، ماں کی محبت کو صرف دو سال تک پایا تھا، اس کے بعد انہیں احساس تھا کہ وہ قدم قدم پہ ان کی توجہ کے لئے لپکتا تھا، مگر وہی بات کہ کہیں لاڈ پیار سے وہ ان سے اتنا بے تکلف نہ ہو جائے کہ اپنے اور ان کے درمیان کے رشتہ کی نوعیت کو ہی بھول جائے یا پھر لاڈ پیار کی وجہ سے بگڑ ہی نہ جائے، یہ چیز انہیں روحان سے فطری پدرانہ شفقت اور محبت کے اظہار میں رکاوٹ بن گئی، بار بار راتوں کو اٹھ کر وہ اس کے کمرے میں جاتے اور سوئے ہوئے معصوم روحان کو خود میں بھینچ کر پیار کرتے، آنسوؤں سے روتے اور اپنی خطاؤں پہ بے آواز معافی مانگتے اور وہ معصوم اور چھوٹا بچہ نیند میں محض کسمسا کر رہ جاتا، پھر اس کے ہاسٹل بھیجے پہ روحان کا آنسوؤں اور شکوہ بھری آنکھوں سے ان کی طرف دیکھنا انہیں آج بھی یاد تھا، مگر اس کے بہتر مستقبل کا سوچ کر خود کو ہمیشہ تسلی دی، کہ جلد ہی فاصلے سمٹ جائیں گے، مگر فاصلے بجائے گھٹنے کے بڑھتے گئے اور ان کا لائق فائق پولیس آفسر بیٹا اپنے کندھوں پہ بیج پہ بیج سجاتا چلا گیا، مگر زندگی نے جو خلا باپ اور بیٹے کی محبت کے اظہار کے لئے پیدا کر دیا تھا وہ بڑھتا ہی گیا، کتنا ذہین سمجھدار اور فرمانبردار بیٹا تھا، ان کا سر ہر بار سجدہ میں جھک جاتا تھا، اس نے انہیں کہیں بھی مایوس نہیں کیا تھا، حتیٰ کہ آج جب وہ بستر پہ یوں پڑا تھا تو بھی ان کی آنکھوں میں فخر کے آنسو تھے اور سر بارگاہ الٰہی میں عاجزی سے جھکا ہوا تھا، محبت نے آہستگی سے اپنا سر اٹھا کر اداسی سے ان کی طرف دیکھا، انہیں اپنے اچھا باپ ہونے پہ خوشی تھی، انہیں بیٹے کے کارنامہ پہ فخر تھا، مگر محبت جسے اظہار کے بنا کبھی بہار میسر نہیں ہوتی وہ تو ابھی بھی دیواروں سے ٹکرا ٹکرا کر لاتی پھر رہی تھی، اے کاش وہ ایک بار اسے محبت کو آزماتے تو سہی، درد کی شدت سے محبت کا چہرہ سیاہ پڑ گیا اور زندگی کا پتا دیتی مشین رک رک کر چلنے لگی تھی، ڈاکٹرز اور اسٹاف میں بھگدڑ مچ گئی تھی، حسن اور یحییٰ بے چین کبھی ایک ڈاکٹر کی طرف دیکھتے اور کبھی دوسرے سے حالت پوچھتے پھر رہے تھے۔

☆☆☆

''امی......!'' اس کی سسکیاں بلند ہونے

لگیں۔
''دادی ماں...... میں نہیں رہ پاؤں گی اسے کے بنا۔'' کتنی دیر سے خاموش اور بت کی مانند دادی کی گود میں لیٹی ہوئی سامہ کا ایکدم سے رونا ان سب کو رلا گیا، ابھی ابھی ہارون بھی آ گیا تھا اور آہستہ آہستہ حسن کی بتائی گئی موجودہ کنڈیشن دادی کو بتا رہا تھا، کہ وہ یکدم رو پڑی، تو کیا وہ چھوڑ گیا، کیا وہ اتنا خفا ہو گیا کہ وقت بھی اس کے ہاتھ سے چھین کر لے گیا، وہ کیسے جیئے گی اس کے بغیر، جس کی موجودگی بچپن سے اب تک اس کے دل کو آباد کیے رکھتی تھی، جس کی آہٹ تک کو وہ پہچان لیتی تھی، لوگ ماؤں کی آہٹیں پہچانتے ہیں اور وہ روحان کے قدموں پہ کان لگائے رکھتی تھی، جس سے وہ لاکھ خفا تھی مگر بھی اس سے جدا ہونے کا نہیں سوچا تھا، مگر اب وہ جا رہا تھا تو اسے کیسے مناتی، کس سے اسے مانگتی، اچانک آنسوؤں کے درمیان اس خیال نے اسے چونکا دیا، ہاں صرف رب ہے جس سے وہ اسے مانگ سکتی ہے، مگر کیسے، جائے نماز بچھائے وہ ہاتھ پھیلائے بیٹھی تھی اور آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی تھی، ہونٹوں پہ جامد خاموشی تھی، کتنے عرصہ کے بعد وہ اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز ہوئی تھی، وہ تو رب کو بھی بھلا بیٹھی تھی اور تھی ناں انسان، جو مشکل میں ہی رب کو یاد کرتا ہے، جیسے اس کی عنائتیں ذرا سی آزمائش پہ بھول جاتی ہیں جو صرف لینا جانتا ہے مگر رب کا شکر ادا کرنا بھول جاتا ہے اور مشکل میں رب کو بھی بھول جاتا ہے، اس کا دل پھٹنے کے قریب ہو گیا، وہ دعا بھول کر رب سے اپنی کوتاہی کی معافی مانگنے لگی، وہ تو نماز کی بہت پابندی کرتی تھی پھر کیسے اتنا عرصہ وہ ایسے ہی گزار گئی، دل میں شدت سے تڑپ اٹھنے لگی، ''اے اللہ میں گناہ گار، خطا کار ہوں پر تیری بندی ہوں تیرے نبی حضرت محمد ﷺ کی امت سے ہوں، مجھے معاف کر دے میرے گناہ اگرچہ زیادہ ہیں، پر تیری رحمت تو بے شمار ہے بس تو اپنی رحمت سے مجھے بخش دے، اے میرے رب مجھے دعا مانگنی نہیں آتی، مگر تو میرے دل کا حال جانتا ہے، تو مجھے معاف کر دے، مجھے بھلائی کا راستہ دکھا دے۔'' دل سے آوازیں ہونٹوں کے ذریعہ نکلنے لگیں، اس کا رونا سب کو رلا گیا، امی نے تاسف اور دکھ سے اپنی عاقبت نا اندیش بیٹی کو دیکھا، جو اجڑی سسکتی ہوئی اللہ سے اپنی محبت مانگ رہی تھی، جس کی اتنی عرصہ کی سرد خاموشی نے انہیں راتوں کو پہروں جگائے رکھا تھا، جو اس کے مضمحل وجود کے ساتھ ساتھ روحان کی پژمردگی پہ کڑھا کرتی تھیں مگر وجہ بھی نہ ڈھونڈ سکی تھیں، پاپا اپنی جگہ پہ نڈھال سے فون ہاتھ میں پکڑے سوچوں میں گم تھے، اتنے لوگوں کی موجودگی کے باوجود مکمل خاموشی تھی، تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد سامہ کی سسکی کی آواز بلند ہوتی اور سب کے آنسوؤں میں روانی آنے لگتی، دادی ماں آنکھیں موندے دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھی تھیں، بہو چلی گئی ان کا دکھ کم نہ تھا پھر بیٹی اور داماد کی جدائی بھی کس طرح سہہ گئی تھیں مگر اپنے لاڈلے پوتے سے جدائی کا تصور ان سے حواس چھیننے لگا تھا، تسبیح کے دانوں کو گراتے ہوئے مسلسل ہلتے ہونٹوں کے ساتھ وہ رب سے ہم کلام تھیں۔

''سامہ اٹھو بیٹی ایسے مت کرو۔'' منجھلی چچی نے جائے نماز پہ نڈھال، زار و قطار روتی سامہ کو اٹھانا چاہا مگر وہ اسی طرح سجدے میں پڑی رب سے اس کی رحمت مانگتی رہی، وہ اپنے رب کو منا لے گی یہ یقین لمحہ بہ لمحہ مضبوط ہو رہا تھا اور یقیناً اس کے بندے کو بھی منا لے گی، جو لاکھ خفا سہی

Scanned with CamScanner

مگر اس کی محبت اور چاہت کو وہ جان گئی تھی، کتنی بے وقوف تھی نا ہر لمحہ روحان نے جیسے اسے سنبھالا، اس کی تمام بے اعتنائیوں کو سہا مگر اس کے باوجود کبھی سخت رویہ تو کجا، سخت لہجہ میں بھی بات نہیں کی اور وہ ان تمام احساسات کو نظر انداز کیے گئی، صرف ایک نقصان کے لئے جو شاید اس کے نصیب میں ہی نہ تھا اور شاید اللہ نے اس میں اس کے لئے بہتری رکھی تھی اور یہ بات اسے بہت دیر سے سمجھ آ رہی تھی۔

''سامہ!'' ردا نے دھیرے سے اس کا کندھا ہلایا، اس کا سر اتنا بھاری ہو رہا تھا کہ وہ بمشکل اپنی سوجی ہوئی آنکھوں کو کھول کر سر اٹھا سکی تھی، اس کی حالت اور شکل دیکھ کر ردا کی بے اختیار سسکی نکل گئی، یہ بے وقوف محبت کے مارے میاں بیوی کتنا عرصہ محبت سے نظریں چرائے پھرتے رہے اب جب جدائی دہلیز پہ آ کر رکنے لگی تھی تو محبت کو اوڑھنا چاہ رہے تھے، گہری سانس لے کر ردا نے نظریں اس پہ سے ہٹائیں۔

''تمہاری ایک گھنٹے کے بعد فلائٹ ہے، چھوٹی چچی اور چاچو کے ساتھ کراچی جانا ہے تیاری کرلو۔'' وہ اسے کوئی تسلی باوجود کوشش کے نہیں دے سکی اور سامہ کی سوالیہ نظروں کا کوئی جواب کسی کے پاس نہیں تھا، کیونکہ ڈاکٹرز اگرچہ آپریشن کی کامیابی کی نوید تو دے چکے تھے، مگر روحان کا کوما کی حالت میں چلے جانا ان سب ڈاکٹرز کے لئے تشویش کا باعث تھا، اس کی بدستور نازک حالت کے پیش نظر بڑے ابا نے سامہ کو بلوایا تھا۔

☆☆☆

''زندگی میں اگر مشکلات نہ ہوں تو انسان بہت جلد آرام و سکون سے اکتا جائے، یہ مشکلات اور کٹھنائیاں ہی ہیں جو ہمیں متحرک رکھتی ہیں اور انہی کی وجہ سے ہم اپنے اللہ سے قریب ہوتے ہیں، بہت خوش قسمت ہیں آپ کہ آپ کے شوہر نے نیک مقصد کے لئے اپنے آپ کو قربان کرنے کے لئے پیش کیا ہے اور اتنے باہمت شوہر کی بیوی کو تو ان سے زیادہ ہمت اور حوصلہ رکھنا ہوتا ہے۔'' روحان کا آپریشن جس سرجن نے کیا تھا، وہ اپنے روم میں بیٹھے سامہ کو نرم لہجہ میں سمجھا رہے تھے، پاس ہی حسن اور بڑے ابا بیٹھے تھے، بارلیش سے ڈاکٹر عبدالمعید کافی دیر قرآنی آیات اور احادیث کا حوالہ دے کر سامہ کو کافی حد تک پرسکون کر گئے تھے، روحان کی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی، دنیا و مافیہا سے بیگانہ، پٹیوں میں جکڑا وہ آنکھیں موندے پڑا ہوا تھا۔

سفید چادر شانوں تک پڑی ہوئی تھی، وہ اکثر بلکہ ہمیشہ ہی سفید چادر سے چڑ جایا کرتی تھی، گھر میں بھی اگر کوئی سفید چادر اوڑھ کر لیٹ جاتا تو وہ عجیب سے واہموں اور وسوسوں کا شکار ہو جاتی، سب اس کا مذاق اڑاتے مگر یہ ضرور تھا کہ اس کے سامنے سفید چادر لینے سے گریز ضرور کرتے تھے، مگر آج جب وہ ایسے پڑا ہوا تھا تو اس کا دل چاہ رہا تھا کہ اس کے پاس جا کر چادر اتار کر پھینک دے اور اسے جھنجوڑ کر اٹھا دے اور دیکھے کہ جب وہ آنکھیں کھول کر غصے سے اس کی طرف دیکھے گا تو اس کی آنکھوں کا رنگ کیسا ہوگا، نجانے وہ سیاہ آنکھیں غصہ کی شدت سے مزید سیاہ ہونگی یا سرخ، یا پھر اس کے بال بکھیر کر رکھ دے جس سے وہ اکثر بہت چڑتا تھا، یہ اس کی واحد عادت تھی جس کا اظہار کنجوسی کے باوجود وہ منہ سے کر دیتا تھا اور اکثر سامہ اسے چڑانے کے لئے یہ حرکت کرتی تھی، آہستگی سے دروازہ کھول کر وہ اندر آ گئی۔

اے کاش! سامہ کی آمد پہ وہ ایسے ہی ڈسٹرب ہو کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگے جیسے اکثر وہ کرتا تھا، کبھی کبھار موڈ میں ہوتا تو کہتا ضرور تھا۔

''یار تم جب آتی ہو ناں میرے اردگرد تو میرا کسی کام میں دل نہیں لگتا، اس لئے بہتر ہے کہ جب میں مصروف ہوا کروں تو تم اندر مت آیا کرو۔'' سامہ نے مصنوعی خفگی سے اسے دیکھا اور کمرے سے باہر جانے لگی، تو ہنستے ہوئے روحان نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

''تم میری بات کا مطلب نہیں سمجھو گی۔'' وہ مسکراتا لہجہ اس کے اردگرد پھیلنے لگا، وہ مطلب اچھی طرح جانتی تھی اور محبت کا اتنا معمولی سا ڈھکا چھپا اظہار اسے دنوں سرشار کیے رکھتا تھا، بعد میں آنے والے دنوں کی ناراضگی کے باوجود وہ کئی بار محض اسے آزمانے کے لئے اس کی مصروفیت کے دوران کئی چکر کمرے میں اندر باہر لگائی، کہ کسی طرح وہ کچھ تو منہ سے بولے مگر وہ خاموشی سے اپنا کام چھوڑ کر کمرے سے ہی نکل جاتا۔

''روحان! کیا مجھے سوری کرنے کا موقع بھی نہ دو گے، میں ہر سزا بھگتنے کو تیار ہوں، مگر پلیز جدائی کی سزا مت دینا۔'' اس کے ڈرپ لگے ہاتھ پہ اپنی انگلیاں پھیرتے ہوئے وہ ہولے ہولے جیسے منت کر رہی تھی، روحان کا سرخ و سفید چہرا پیلا ہو گیا تھا، اس کے سیاہ بال ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے۔

''سامہ اگر ہم زندگی کو ایک جگہ ٹھہرا لیں تو نقصان صرف ہمارا ہو گا، ماضی ایک گزرا وقت ہے جو باوجود ہماری کوشش کے نہ تو واپس آ سکتا ہے اور نہ ہی ہم اپنی مرضی سے اس میں تبدیلی کر سکتے ہیں، تو پھر کیا فائدہ راکھ میں دبی چنگاریاں تلاش کرنے کا، کیا یہ اچھا نہیں ہو گا کہ تم آنے والے اور موجودہ لمحوں کو قید کرنے کا سوچو، ان لمحات کو خوبصورت بناؤ، تم محبت کو محبت سے اپناؤ، وہ ابھی تم سے معمولی سا خفا ہے، اگر سیریس ہو گیا تو کیسے بلاؤ گی اسے واپس۔'' نیہاں کی سنجیدہ نصیحت سامہ خان کے دل کو ماتم زدہ کرنے لگی تھی، آنکھیں تھیں کہ برسنا بند نہیں ہو رہی تھیں، جسم کا روح سے اتنا تعلق رہ گیا تھا کہ صرف سانس کی آمد و رفت زندگی کا پتا دے رہی تھی، ورنہ احساسات اور جذبات بستر پہ دراز شخص کی سانسوں کی کم رفتار کے ساتھ ہی سرد ہونے لگے تھے۔

باہر روحان کے سینئر آفیسرز اور اس کے ساتھی سب آ گئے تھے، اتنے حوصلہ مند آئی جی جمال خان بھی بے حد دلگرفتہ تھے، ان کا جوشیلا، باہمت اور محبِ وطن آفیسر زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا تھا، ان کا جی چاہ رہا تھا کہ سب مصلحتوں کو بالائے طاق رکھ کر حکمرانوں کے پاس پہنچ کر انہیں جھنجھوڑیں کہ کیا یہی ہے تمہاری حکمرانی کہ آج ملک کا ہر سپاہی اپنی جان ہتھیلی پہ لئے ملک کو بچانے کی کوششوں میں سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہے اور تم لوگ مصلحت کی سیاست کی آڑ میں غیروں کو اپنے ہی ملک میں جڑیں کاٹنے کے لئے جگہ دیتے پھر رہے ہو، کیا اور کون سی سیاست ہے جس میں نعرے بازوں، دھرنے اور جلوسوں کے سوا کچھ نہیں ہے، صرف ذاتی مفاد ہر جگہ مقدم ہے، کون دے گا اس خون کا حساب، وہ خون جو بہت قیمتی ہے جو ایک مقدس مقصد کے لئے بہتا ہے مگر افسوس اس کی قدر نہیں کی جاتی۔

انہوں نے خالی نظروں سے اپنے سامنے کھڑے اے ایس پی قادر رحمان کو دیکھا جو کچھ کہہ رہے تھے، مگر ان کے ہلتے ہونٹوں کے سوا تک قادر رحمان کی آواز نہیں پہنچ رہی تھی، البتہ ان

Scanned with CamScanner

کے چہرے کی پھیلتی مسکراہٹ نے کچھ اچھا ہونے کی نوید ضرور دی تھی۔

☆☆☆

''روحان!'' وہ جیسے پاگل ہونے لگی تھی خوشی سے، ہاں اس کی پلکوں نے جنبش کی تھی اور سامعہ کے ہاتھ میں دبے اس کے ہاتھ میں بھی کسمساہٹ ہوئی تھی، وہ پہلے تو اپنا وہم سمجھتی رہی تھی، مگر جب روحان کے دوسرے ہاتھ میں بھی حرکت ہوئی تو وہ بے اختیار اس سے لپٹ کر رونے لگی تھی، پاس ہی ڈرپ چیک کرتی نرس بھی چونک کر کچھ حیرت اور مسرت سے اسے دیکھنے لگی تھی، جو ماحول اور اپنی حالت سے بے نیاز اپنی محبت کو صرف دیکھ رہی تھی رو رہی تھی اور اسے چھو کر محسوس کر رہی تھی، جسے صرف اتنا یاد تھا کہ اس کے اللہ نے اسے مایوس نہیں کیا اور وہ بھی اپنے در سے کسی کو نا امید نہیں کرتا، بس ایک یقین اور ایمان کی پختگی سے اسے پکارا جائے، سب ڈاکٹرز اندر آ گئے تھے اور روحان کے اردگرد جمگھٹا بن گیا تھا، ان کے چہروں پہ اطمینان اور سکون نے سامعہ کو اندر تک سرشار کر دیا تھا، باہر نکل کر وہ بے اختیار امی کے گلے لگ کر رونے لگی تھی، حسن، بڑے ابا، یحییٰ وغیرہ سب سجدے میں وہیں پڑ گئے تھے، پورا ہاسپٹل پولیس کے جوانوں کے نعرہ اللہ اکبر سے گونج اٹھا تھا، یوں لگ رہا تھا کہ ہر شے جیسے زندہ ہو کر مسکرانے لگی تھی، ہر فرد ہر مریض خوش نظر آ رہا تھا، اللہ کی رحمت نے کرم کیا تھا، بڑے ابا گھر اطلاع دے رہے تھے حسن اور یحییٰ صدقہ دینے کے لئے چلے گئے تھے اور جب ڈاکٹر نے آ کر روحان کی کنڈیشن کا خطرے سے بالکل باہر بتایا تو بڑے ابا جس طرح بے قرار ہو کر آئی سی یو کی طرف لپکے وہ سب کو حیران کر گئی، کتنی محبت اور پیار تھا ان کے بیٹے کے لئے ان کے دل میں، جس کو اظہار کا موقع زندگی میں پہلی بار ملا تھا اور جیسے وہ اپنے بیٹے کا ماتھا چوم رہے تھے تو ان کی دیوانگی نے روحان خان کو بھی حیران کر دیا تھا، مسرت کے احساس میں گھر کر وہ بابا کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھ کر انہیں بھی محبت کا جواب محبت میں دینے لگا تھا، کچھ گھنٹوں کے بعد اسے روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا اور لمحوں میں اس کا کمرہ پھولوں سے بھر گیا تھا، اس کے کولیگز آفیسرز، فیملی کے سب لوگوں نے کمرے میں اس کی موجودگی کو دل سے خوش آمدید کہا تھا۔

''گیٹ ویل سون روحان، وی آل آور نیگ فار یور ونڈر فل پرفارمنس۔'' آئی جی جمال نے اس کا کندھا تھپتھپا کر کہا تو روحان کی آنکھوں میں ہمت اور حوصلہ کی روشنیوں نے جگمگاہٹ بھر دی۔

''ہاں یہی وقت ہے جب ہمیں ہر بار نئے حوصلہ سے دشمن وقت کا مقابلہ کرنا ہے، اسے بتانا ہے کہ اگر وہ ایک روحان پہ گولیاں برسائے گا تو دس روحان سے اس کا مقابلہ ہو گا، پاکستانی جوانوں کی ہمت اور استقامت ہی دراصل دشمن کی شکست ہے۔''

''آئی ایم سوری۔'' یہ فقرہ وہ دن میں کئی بار خود سے دہراتی تھی، مگر سامنے کہنے کی ہمت بڑی مشکل سے پیدا ہوئی تھی، وہ جو دواؤں کے زیر اثر دو دن سے غنودگی اور نیم غنودگی کی حالت میں تھا، آج اس کی طبیعت کافی بہتر تھی، اسی لئے ڈاکٹر سے کہہ کر اس نے اپنی نیند والی میڈیسن نہیں لی تھی جب سامعہ ہولے سے اندر آئی، وہ اسے سوتا سمجھ کر اپنے اندر کا غبار نکالنے لگی، اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں کو دہرا کر اس سے غائبانہ معافی مانگنے لگی تھی اور وہ پٹ سے آنکھیں کھول کر وہ اسے حواس باختہ کر گیا، آنسوؤں سے بھری

Scanned with CamScanner

آنکھیں اور بے تحاشہ سرخ ناک کے ساتھ وہ شرمندہ سی سر جھکا گئی تھی۔

"اب کیا ہوگا؟" یہ سوالیہ نشان اس کے دماغ کے ساتھ چہرے پہ بھی ثبت ہو گیا تھا شاید اسی لئے روحان نے اس کا بیڈ پہ رکھا ہوا ہاتھ نرمی سے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

"میں......" سامہ نے مزید کچھ کہنا چاہا مگر روحان نے ہونٹوں پہ انگلی رکھ کر اسے چپ کرا دیا۔

"ہم نے بہت سا اچھا وقت اپنی اپنی انا کی جنگ میں گنوا دیا، ماضی کی غلطیوں کو دہرانا نہیں ہے مگر ان سے سبق ضرور سیکھنا ہے۔" وہ ٹھہر ٹھہر کر بول رہا تھا۔

"مجھے محبت کا اظہار کرنا نہیں آتا، مگر مجھے یہ ضرور بتانا ہے کہ میں تمہارے بنا بہت تنہا محسوس کرتا ہوں خود کو، تمہاری موجودگی مجھے سکون دیتی ہے اور جب تم خفگی بھری آنکھوں سے چوری چوری مجھے دیکھتی ہو تو مجھے بہت پیاری لگتی ہو۔" سامہ کی کانوں کی لوئیں جلنے لگی تھیں، اف یہ شخص تو خاموش ہی بھلا تھا اس نے سوچا۔

"اور ہاں ایک اور بات جس وجہ کے لئے تم مجھ سے اتنا عرصہ خفا رہیں میں نے سنجیدگی سے اس پہ عمل کرنے کا سوچا ہے۔"

"ہیں۔" وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی، یہ کیا ہو گیا ہے روحان کو، لگتا ہے چوٹ دماغ پہ اثر کر گئی ہے۔

"آج سے میرا وعدہ ہے کہ کبھی بھی اظہار کے معاملے میں کنجوسی سے کام نہیں لوں گا اور جو تم کہو گی وہی کروں گا۔" وہ مکمل تابعداری اور فرمانبرداری سے کہہ رہا تھا اور سامہ سوچ رہی تھی کہ گھر میں موجود وہ تمام پود کے ان شرارتی میسج کا کیا جواب دیتے ہیں جنہوں نے سیل پہ میسج بھیج کر اس کا سر کھایا ہوا ہے۔

"پھر ٹھیک ہے تیار ہو تم۔" شریر لہجہ میں روحان نے پوچھا تو وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

"آج رات تم میرے ساتھ کمرے میں گزارو گی ناں۔"

"توبہ ہے روحان۔" کانوں تک بلش ہو کر وہ مصنوعی خفگی سے اسے دیکھنے لگی اور وہ ڈھیرے سے ہنستا ہوا سارے ماحول کو خوشگوار کر گیا تھا۔

☆☆☆

اچھی کتابیں
پڑھنے کی عادت ڈالیں

ابن انشاء

اردو کی آخری کتاب
خمار گندم
دنیا گول ہے
آوارہ گرد کی ڈائری
ابن بطوطہ کے تعاقب میں
چلتے ہو تو چین کو چلیے
نگری نگری پھرا مسافر
خط انشاء جی کے
اس بستی کے اک کوچے میں
چاند نگر
دل وحشی

لاہور اکیڈمی
چوک اردو بازار لاہور
فون: 042-37321690, 3710797

Scanned with CamScanner